www.novelsclubb.com
جگنو
ناولز کلب
از قلم رومیسہ شہزادی
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

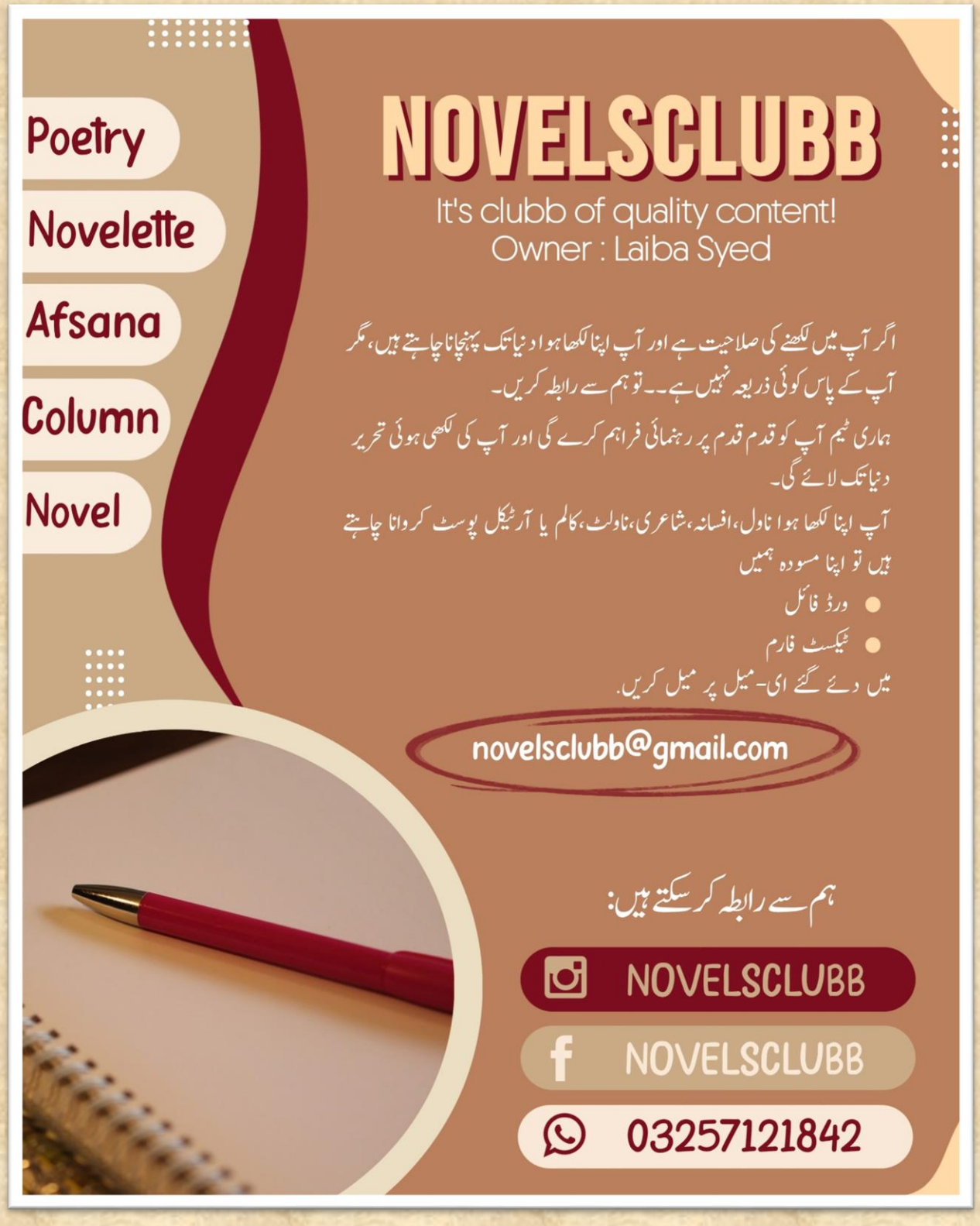
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

جگنو

از قلم

رومیسہ شہزادی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیش لفظ

میں جو کہ اکیسویں صدی کی پڑھی لکھی لڑکی ہوں۔میں ہمیشہ سے ایک ایسا زمانہ تصور کرتی تھی جس میں سب کچھ خالص ہو۔۔میں اس بلیک اینڈ وائٹ زمانے میں رہنا چاہتی تھی جس میں محبت کا مطلب احترام، قربانی، حیا اور انتظار ہوتا تھا۔میں ایسے زمانے کو تصور کرتی تھی جس میں سکرین نہیں تھی، انسان کے ڈپریشن کی وجہ کچھ بھی ہو سکتا تھا لیکن دوست نہیں۔۔میں ایسے زمانے میں رہنا چاہتی ہوں جہاں میں اپنے عزیز اور پسندیدہ لوگوں کو خط لکھوں اور پھول اور دعا دے کر بتا سکوں کہ وہ میرے لیے کیا ہیں۔۔مگر ایک سکرین نے سب ختم کر دیا۔۔ایک کلک نے صبر، تحمل اور انتظار ختم کر کے انسان کو انسان نہیں رہنے دیا۔۔میں اس زمانے میں رہنا چاہتی ہوں جہاں واقعی زندگی سانس لیتی تھی۔۔آج کا انسان جلد باز ہے۔۔کسی کے پاس کسی کے لیے وقت نہیں ہے۔۔میں اس زمانے میں رہنا چاہتی ہوں جب لوگوں کے پاس لوگوں کے لیے وقت تھا۔

A special thanks to Nauman Ali Khan

جن کے ریکارڈ کیے گئے لیکچرز نے مجھے قرآن کو سمجھنے اور لکھنے میں بہت مدد دی

مصنفہ

رومیسہ شہزادی

جگنو

قسط نمبر 2

صحن میں کافی رونق لگی ہوئی تھی۔آج خیر سے ثمر اور اقصیٰ بھی اپنے کمرے سے نکل کر باہر برآمدے میں بیٹھیں عظمت بوا کے لائے ہوئے کپڑے دیکھ رہی تھیں۔تائی جان کی کسی بات پر بوا سے بحث جاری تھی۔

"لال جوڑا اچھا لگا ہے مجھے۔۔یہ لوں گی میں۔۔۔مگر تم پیسے بہت لے رہی ہو بوا۔۔۔دینے والی بات کرو"وہ مسلسل بحث کر رہی تھیں۔

"نہ بھئی۔۔میں تو ایک روپیہ کم نہ کروں گی"چارپائی کے ساتھ موڑھے پر بیٹھیں بوا منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولیں۔

سفید قمیض کے گلے پر ہلکی پھلکی گلابی رنگ کی کڑھائی ہوئی تھی۔تھوڑی سی آستینوں اور دامن پر بھی کڑھائی تھی۔وہ قمیض بہت سادہ اور خوبصورت تھی۔نیچے سفید شلوار اور ساتھ رنگ برنگا دوپٹہ۔حوا کی نظر اسی پر ٹھہر گئی۔وہ چارپائی پر بیٹھیں آسیہ بیگم کے ساتھ کھڑی تھی۔اس نے قمیض پکڑی اور ماں کی طرف بڑھائی۔

"امی۔۔یہ لے لیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آسیہ بیگم نے قمیض پکڑی۔ تھوڑی سادہ لگی۔

"حوا۔۔۔سادہ لگ رہی ہے بہت" وہ قمیض کو آگے پیچھے سے دیکھ رہی تھیں۔

"اماں۔۔۔مجھے اچھی لگ رہی ہے" وہ بضد تھی۔ ثمر کے کان کھڑے ہوئے۔

"واہ چچی! سفید رنگ۔۔میرا پسندیدہ ہے" اور اس نے یہ کہتے ہی قمیض آرام سے ان کے ہاتھ سے لے لی۔

حوا کا دل بھر آیا۔ پھر ڈھیروں غصہ آیا۔ بس نہیں چلا اس کا ورنہ دل تو کر رہا تھا کہ ابھی اس سے کھینچ لے۔ اقصیٰ تو جیسے اس سارے تماشے سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ گھر میں حوا اور ثمر کے درمیان یہ ہوتا رہتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں! تمھیں اچھا لگے گا ثمر" اقصیٰ نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ وہ قمیض ہاتھ میں پکڑے خالدہ بھابھی کے ساتھ چارپائی پر بیٹھی تھی۔

"مگر یہ پہلے میں نے پسند کیا تھا" حوا بس رو دینے کو تھی۔

"پسند کا کیا ہے؟ اب مجھے پسند آ گیا۔۔میرا ہو گیا" ڈھٹائی سے شانے اچکائے۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ حوا کے مقابل کھڑی تھی۔ دونوں کے درمیان چارپائی تھی۔

حوا خاموش ہو گئی اور بس رونے والے تھی۔ حوا کی معصوم شکل پر عظمت بوا کو ترس آ رہا تھا

"حوا۔۔میری جان تمھارے لیے میں اور کپڑے لائی ہوں" وہ بڑی خوش اخلاقی سے بولی تھیں۔ عظمت بوا اکثر ان کے گھر آتی جاتی رہتی تھیں۔وہ اور ان کی بیٹی کپڑے ٹانکتی تھیں اور اسی طرح محلے میں مختلف گھروں میں جا کر خواتین کو بیچ دیتی تھیں۔جو بچ جاتے تھے انھیں بازار لے جاتی تھیں

زمین پر چارپائی کے ساتھ لگا ایک تھیلا اٹھایا اور کھولا۔

"سفید رنگ ہی کیوں۔۔ہر رنگ جچتا ہے میری بیٹی پر" وہ اب مختلف کپڑے نکال کر چارپائی پر رکھ رہی تھیں۔

حوا کے گلے میں اٹکے آنسو کہیں غائب ہو گئے۔پھر سے مطمئن سی ہو کر کپڑے دیکھنے لگی۔

"اتنے پیارے ہیں یہ سب۔۔دل کر رہا سب ہی لے لوں" ثمر پھر سے شروع ہو گئی

"ہاں لیکن اس بار تم اپنا دل سنبھال کر رکھو گی" وہ بھی حوا تھی۔بڑے ہی آرام سے وہ چارپائی پر پڑے کپڑے کھنگال رہی تھی،ایک نظر اٹھا کر ثمر کو دیکھا جیسے تنبیہہ کی ہو۔

خوبصورت ہلکے گلابی رنگ کی قمیض تھی جس پر سفید رنگ کے پھولوں سے کڑھائی ہوئی تھی،بوا نے نکال کر حوا کو دیا تو وہ مسکرا دی۔

"یہ لوں گی میں" آسیہ کو دیکھتے ہوئے بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور بھی دیکھ لو۔۔ایک ہی لو گی بس" بوا بولیں۔

اقصیٰ نے ایک نظر ثمر کو دیکھا اور آنکھوں سے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔۔ ثمر تو جیسے جل بھن گئی۔اس کا بس نہیں چلا جو سفید قمیض اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی وہ حوا کے سر پر دے مارتی

ایک دو اور سوٹ پسند کیے اور پھر کچھ دیر بعد بوا چلی گئیں۔ لڑکیوں نے اپنے پسندیدہ کپڑے لیے اور کمروں میں چلی گئیں۔

"اتنے بھی کوئی خاص نہیں تھے اس کے کپڑے" ثمر اکتا کر بولی

صوفے پر پھینکنے کی صورت میں قیض رکھی اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔

"ہاں مگر۔۔۔مر تو تم ایسے رہی تھی جیسے نہ ملے تو مر جاؤ گی" اقصیٰ کہتی ہوئی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ساتھ اپنی قمیض تہہ کرنے لگی جو ابھی ابھی باہر سے لائی تھی

اس نے ایک نظر آئینے میں ثمر کے عکس کو دیکھا اور پھر الماری کی طرف بڑھی، کپڑے اندر گھسائے "ویسے تمھارا دل بھی اسی چیز پر آتا ہے جس پر اس کا دل آتا ہے" تپانے والے انداز میں بولی تھی۔ پھر واپس بستر پر آ بیٹھی۔ وہ خاموش رہی کچھ بھی نہ بولی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ تھا جو اس کے اندر جل رہا تھا۔ حوا نے کپڑے گول مول کیے بڑے پیار سے اپنی الماری میں گھسا دیے اور پھر جمی کے پاس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

"جمی!"

ہاتھ سے اس کی پشت سہلانے لگی

"تیاری کہاں تک پہنچی ہے تمھاری؟"

اس وقت وہ کمرے میں کرسی پر بیٹھی سامنے کتاب رکھے کسی چیز کو رٹا لگا رہی تھی۔ ابراہیم باہر سے آیا اور پاس ہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ یہ صبح کے نو دس کا وقت تھا۔

"اچھی ہے۔۔۔ دو تین ہفتے ہی رہ گئے ہیں بھائی"

"ہوں" اس نے سکینہ کے ہاتھ سے کتاب لے لی۔ انگریزی مضمون کو رٹا لگاتی سکینہ کے رنگ اڑے۔

"بھائی! ابھی مت سننا مجھ سے۔۔ ابھی تو میں یاد کر رہی ہوں" رونی صورت بنائے بولی۔

اس نے صفحے پلٹتے ایک نظر اٹھا کر اپنی بہن کو دیکھا اور پھر نظریں دوبارہ کتاب پر مرکوز کر لیں

"مرونہ۔۔ نہیں سنتا کچھ"

Clubb of Quality Content

"اوہ شکر "اس نے سکھ کا سانس لیا اور کندھے ڈھیلے چھوڑ دیے۔

"ریاضی کی تیاری کیسی ہے؟"ابھی بھی نظریں کتاب پر ہی تھیں۔

"کچھ خاص نہیں ہے۔۔مجھے لگتا ہے مر کر پاس ہوں گی"

اس نے کتاب کو پھینکنے کی سی صورت میں میز پر رکھا"اتنے برے حالات ہیں؟"

"ہوں "انتہائی مایوسی سے بولی"میں تو پھر بھی مر کر پاس ہو جاؤں گی مگر حوا۔۔وہ تو شاید مر ہی جائے"اس نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی

کچھ تھا جو اس نے محسوس کیا تھا۔کچھ تھا جو سینے میں اسکے نام سے دھڑکا تھا۔بدلتے رنگ پر قابو پاتے وہ بولا"تو اپنی دوست کو بولا کرو نا کہ۔۔۔اچھے سے پڑھا کرے"اس نے نظریں چرائیں۔کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا،سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"پڑھتی ہے۔۔بہت پڑھتی ہے مگر ہماری ٹیچر اچھی نہیں ہے۔۔وہ جس طرح سمجھاتی ہیں ہمیں سمجھ نہیں آتا۔۔ایک سوال سمجھاتی ہیں اور ایک سو سوال ہمیں خود کرنے کو دے دیتی ہیں۔۔بھائی آپ مجھے بھی تو سمجھاتے ہیں نا اسے بھی سمجھا دیا کریں"سکینہ نے کتاب میز سے پکڑ لی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ خاموش رہا۔ "تمھیں میں سمجھاتا ہوں تم اسے سمجھا دیا کرو نا۔۔اس سے تمھیں زیادہ اچھا آئے گا" یہ اچھا مشورہ تھا اگر وہ عمل کرنا چاہے تو۔

اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔اس سے زیادہ اداکاری نہیں ہوتی اس سے۔وہ اکثر اپنے چچا کی بیٹی کے ذکر سے کتراتا تھا کیونکہ اس کے ذکر کے بعد وہ نارمل نہیں رہتا تھا۔

کمرے کی دائیں دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھا جس میں کتابیں ترتیب سے رکھی تھیں۔ایک کتاب نکالی اور سکینہ سے مخاطب ہوا۔

"میں چھت پر جا رہا ہوں۔ تھوڑی دیر تک آؤں گا پھر تم سے سنوں گا" وہ نہیں سمجھا سکتا تھا کہ اس کی "سہیلی" کے ذکر پر اس کے بھائی کا دماغ کام کرنا بند ہو جاتا ہے۔

وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔سکینہ پھر کتاب پر جھک گئی،انگلیوں کے کڑاکے نکالتی رٹا لگانے لگی۔

صبح کے نو دس کا وقت تھا۔آسمان پر سورج کا پیلا نارنجی رنگ پھیل چکا تھا۔زمین پر چٹائی بچھائے وہ دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔یہ دیوار دونوں گھروں میں مشترک تھی۔دیوار انتہائی چھوٹی تھی۔اتنی چھوٹی کہ نیچے بیٹھے ہوئے اس کے سر سے تھوڑی سی اوپر تک آتی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی۔اتنی چھوٹی کہ بندہ چھلانگ لگا کر اپنے ساتھ والے گھر کی چھت پر چلا جائے۔خیر وہ ٹیک لگائے ریاضی کا کوئی سوال حل کر رہی تھی۔اس کا جمی بھی اس کے پاس بیٹھا تھا۔ہلکی دھوپ میں مست لیٹا ہوا۔وہ ایک سوال تھوڑا سا حل کرتی اور پھر کاٹ دیتی۔دو تین بار ایسا ہوا اور وہ چڑ گئی۔

"یا اللہ! جس نے یہ ریاضی بنایا ہے نا۔۔اسے تو کبھی جنت نہ بھیجنا۔۔اتنا مشکل!" دعا کی صورت میں ہاتھ اُٹھائے

اور پھر وہ رونے کے سے انداز میں بولی "کیا مصیبت ہے۔۔مجھ سے نہیں ہوتا" اس نے کاپی کے صفحے پر ایک بڑا سا کانٹا لگایا۔وہ عاجز آ گئی

اور کاپی کو اپنے ساتھ رکھ دیا۔دونوں ٹانگیں سینے سے لگائیں اور ان پر سر رکھ کر رونے لگی۔

دو منٹ بعد سر اٹھایا اور ساتھ پڑی کاپی بھی "یہ تو میں کر کے رہوں گی۔۔چاہے جو مرضی ہو جائے" نم آواز میں بولی اور پھر آنکھیں ہتھیلی سے رگڑ کر دوبارہ سوال حل کرنے لگی۔ٹیک چھوڑی اور چوکڑی مار کر بیٹھ گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تقریباً پانچ منٹ بعد خوشی سے بولی "ہاں دیکھو جمی! یہ کتنا آسان تھا نا بس میں اسے مائنس کر رہی تھی جبکہ پلس کرنا تھا۔۔میں بھی کتنی پاگل ہوں نا" اور پھر سکھ کا سانس لیا ایسے جیسے دنیا کا سب سے مشکل کام کیا ہو۔جمی اس کے کبھی دائیں تو کبھی بائیں چکر لگا رہا تھا۔

کاپی پر جھکی کچھ لکھتے ہوئے بولی "اچھا بابا! لاتی ہوں تمھارا دودھ۔۔پتہ ہے تمھیں بھوک لگی ہے" اور پھر وہ کاپی پینسل چٹائی پر رکھ کر کھڑی ہوئی۔جمی کو جھک کر پچکارا اور نیچے چلی گئی۔

وہ حوا کا بلا تھا۔ٹک کر کہاں بیٹھ سکتا تھا۔یہ دیوار پر چڑھا اور وہ ساتھ والی چھت پر چھلانگ لگا دی۔دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا سیاہ آنکھوں والا کتاب پڑھتے ایک دم چونکا۔پھر اس نے کتاب بند کی، چوکڑی ماری اور اسے پکڑ لیا۔

اسے گود میں بٹھایا اور پچکارنے لگا "تمھاری مالکن ابھی آئے گی اور تمھیں نہ دیکھ کر پریشان ہو جائے گی۔۔پہلے ہی اسے ریاضی نے پریشان کر رکھا ہے تم پریشان نہ کرو اور اچھے بچوں کی طرح واپس چلے جاؤ"

جتنی دیر میں ابراہیم اسے واپسی کے لیے منا رہا تھا اتنی دیر میں حوا چھت پر آ گئی۔

"جمی۔۔کہاں ہو تم؟" اس کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ایک جھٹکا کھا کر وہ سیدھا ہوا اور گردن موڑ کر پیچھے دیوار کو دیکھا اور پھر ہاتھوں میں پکڑے جمی کو۔

"ابھی تو یہیں تھا۔۔کہاں گیا؟"

ہاتھ میں دودھ کا کٹورا پکڑے وہ پھر سے آوازیں دینے لگی۔اس نے چٹائی پر کٹورا رکھ دیا اور پھر سیڑھیوں کی جانب جھک کر آواز دی "جمی! نیچے ہو؟"

ابراہیم کھڑا ہوا۔یوں کہ حوا کی پشت اس کی طرف تھی۔اس سے پہلے کہ وہ جمی کو اس کی چھت کی طرف بھیجتا حوا نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"جم۔۔۔"اور آواز وہیں رک گئی۔ساری کائنات وہیں تھم گئی۔وہ بس دیکھتا اور دیکھتا رہ گیا۔

حوا بھی یک ٹک اسے دیکھتی رہ گئی۔سادہ سیاہ شلوار قمیض،سیاہ دوپٹہ سر سے ڈھلکتا ہوا جس میں سے بالوں کی چند لٹیں اس کے گلابی سفید چہرے کے ارد گرد جھول رہی تھی۔بھوری آنکھوں میں حیرانی تھی۔چند لمحے سحر کے!

"حوا۔۔بیٹے نیچے آؤ۔۔سکینہ آئی ہے"

آسیہ بیگم کی آواز نے لمحوں کا فسوں توڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ۔۔۔وہ۔۔یہ میری طرف آگیا تھا"اس کا دل بے اختیار دھڑکا، بمشکل تھوک نگلا۔۔وہ اس کے سامنے تھی اسے گھورتی ہوئی۔۔ابراہیم نے پہلے جمی کو دیکھا پھر حوا کو اور پھر اس نے جمی کو اس کی چھت پر چھوڑ دیا۔

جمی بھاگ کر حوا کے پاس آیا اور اس نے جھک کر اسے پکڑ لیا اور پھر فوراً نیچے بھاگ گئی۔وہ وہیں کھڑا رہا۔پھر مسکرایا اور دوبارہ بیٹھ گیا۔دیوار سے ٹیک لگالی اور آسمان کو گھورنے لگا۔کتاب اس کی گود میں پڑی رہ گئی۔جمی کے دودھ کا کٹورا چٹائی پر ہی تھا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عشاء کے بعد وہ اپنے کمرے میں بستر کے پاس کھڑا اپنی الماری سے چند ایک سوٹ نکال کر اپنے سفری بیگ میں ڈال رہا تھا۔اپنے کام میں مگن تھا تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔ایک سوٹ کو بیگ میں رکھتے ہوئے مصروف انداز میں اس نے اجازت دی۔وہ اس دستک کو پہچانتا تھا

"آجاؤ!"

سکینہ اندر داخل ہوئی اور سامنے بیڈ پر پڑے بیگ کو دیکھتے ہوئے بولی "آپ کہیں جا رہے ہیں؟"

"ہوں" وہ بیڈ کے کنارے کھڑا اپنے جوتے صاف کرنے لگا جنھیں اس نے الماری کے نچلے خانے سے نکالا تھا۔

"دادا کے پاس جا رہے ہیں؟"

"ہوں" اب دائیں جوتے کو جھک کر زمین پر رکھا، بائیں جوتے پر برش رگڑ رہا تھا۔

"امی سے پوچھ لیا" وہ کھڑے کھڑے ہی سوال کر رہی تھی۔

"ہوں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ "ہوں ہوں" سے چڑ گئی۔

"کوئی اور بات بھی کریں نا۔۔ہوں ہوں ہی کر رہے ہیں بس آپ" وہ بیڈ پر بیٹھ گئی اور اس کا بیگ دیکھنے لگی۔اس نے جوتے نیچے رکھے، ساتھ برش رکھا۔

وہ سینے پر بازو باندھے اس کی طرف دیکھتے ہوئے مخاطب ہوا۔

"پہلے خود ہی سوال پوچھتی ہو، پھر خود ہی جواب دے دیتی ہو۔۔تو میں کیا کہوں؟"

"ہوں" اس نے ابراہیم کی نقل اتاری تھی اور اب وہ ہنس پڑی۔اس نے بس نفی میں سر ہلایا۔

انتہائی شرمیلے انداز میں بولی "میں آپ کو بہت یاد کروں گی" بار بار اس کے بیگ کی زپ کھول رہی تھی بند کر رہی تھی۔

ابراہیم مسکرادیا اور اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا "میری پیاری بہن! میری رخصتی نہیں ہو رہی۔۔نہ میں اپنے سسرال جا رہا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔کچھ دنوں تک واپس آجاؤں گا"

اور پھر وہ اس کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھر بھی۔۔آپ میرے اچھے دوست ہیں۔۔دادا کو میرا اسلام کہیے گا اور اپنا خیال رکھیے گا"

اور اس کے بازو سے اپنا سر جوڑ کر بیٹھ گئی۔جیسے حوا عبداللہ کے ساتھ بیٹھ جاتی تھی

"اچھا دادی اماں۔۔۔تم سوئی نہیں تھی ابھی؟" اس نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی

"ہوں" پھر وہ کھڑی ہوئی۔

"جانے لگی ہوں۔۔شب بخیر" اس نے سینے پر ہاتھ رکھا اور ذرا سا مسکرا کر سر کو خم دیا۔

اور پھر وہ وہاں سے چلی گئی۔وہ مسکرایا تھا، پھر سانس خارج کر کے بکھرا سامان سمیٹنے لگا۔۔

معمول کے مطابق کلاس ہو رہی تھی۔ سامنے انگریزی کی کتاب کھلی تھی اور حوا بار بار دانت نچلے ہونٹ پر جما کر جمائی روک رہی تھی۔

کتاب پر جھکی ترجمہ لکھتی اسے بہت نیند آ رہی تھی۔ ساتھ بیٹھی سکینہ نے کتاب گود میں رکھی تھی، سر جھکائے قلم کتاب پر رگڑ رہی تھی۔

سامنے کھڑیں مس سائمہ نے نظریں کتاب پر جمائی ہوئی تھیں اور وہ تیز تیز بول رہی تھیں جب اس کے اگلے بنچ پر بیٹھی لڑکی ایک جھٹکے سے پیچھے مڑی اور حوا کی کتاب پر ایک چھوٹی پرچی رکھ دی۔ اس کی نیند اڑ گئی، پرچی پکڑی اور ذرا سا نیچے کر کے تہیں کھولیں۔ اندر کچھ لکھا تھا۔

Clubb of Quality Content

"کیسی ہو جگنو؟"

کلاس میں میڈم کیا بول رہی تھیں، اس کے ساتھ بیٹھی سکینہ اسے کیا کہہ رہی تھی۔۔ اسے سب بھول گیا تھا۔

"جگنو؟"

اس نے بمشکل تھوک نگلا اور پرچی دوبارہ تہہ کر کے مٹھی میں دبالی۔ کتاب گود میں رکھی اور اس پر جھک گئی۔

چند لمحے بیتے اور سکینہ نے اس کی مٹھی کھول کر اندر سے پرچی لی اور کھولی۔ اس کا دھیان بھی مس سائمہ اور انگریزی سے ہٹ چکا تھا۔۔ چھوٹے صفحے پر لکھی تحریر دیکھ کر اس نے حوا کو گھورا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی، سکینہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔

کچھ وقت بیتا اور باہر گھنٹی بجی، اس نے سست روی سے کتاب پشت پر پڑے بستے میں ڈالی اور سیدھی ہوئی۔۔ سامنے بیٹھی لڑکی نے کہنی اس کے بنچ پر رکھی تھی اور وہ مسکرا کر دونوں کو دیکھ رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسی ہو؟" وہ پھر حوا سے مخاطب ہوئی۔

حوا نے تھوک نگلا، جواب لڑکی کی توقعات سے برعکس تھا "تم نے مجھے جگنو کیوں بولا؟"

سکینہ بھی ماریہ کو ہی دیکھ رہی تھی۔ آج وہ دونوں باہر نہیں گئیں۔

ماریہ نے قہقہہ لگایا، پھر ایک سانس خارج کر کے نارمل ہوئی "ارے۔۔ میں تو اور بھی بہت کچھ جانتی ہوں"

"مثلاً؟" بولنے والی سنجیدہ سی سکینہ تھی۔

"مثلاً" اس نے حوا کی طرف اشارہ کیا "تم حوا بنت عبداللہ ہو۔۔ تمھارے بلے کا نام جمی ہے" پھر سکینہ کو دیکھا "تم سکینہ ظفر ہو، تمھارے بھائی کا نام ابراہیم ہے"

وہ دونوں خاموش رہیں۔ پھر سکینہ بول پڑی

"اپنے کام سے کام رکھا کرو۔۔ تمھارے پاس ہم سے بڑے مسئلے ہونے چاہیئے" وہ بے رخ نہیں ہوئی تھی مگر لہجے میں تنبیہہ تھی

اور وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ساتھ ہی حوا بھی کھڑی ہوئی، باہر کی طرف بڑھیں

"اب تو دوستی قبول کرو" پیچھے سے آواز آئی تھی

دونوں ایک ساتھ مڑی تھیں۔ پیچھے کھڑی لڑکی نے بازو سینے پر لپیٹے تھے

"پتہ ہے کیا۔۔ لڑکیاں اپنے کام سے کام رکھتی اچھی لگتی ہیں" سکینہ بول کر رکی نہیں چل دی۔

پیچھے کھڑی ماریہ نے کندھے اچکائے تھے۔

"وہ ہمیں کیسے جانتی ہے؟" درخت کے نیچے بیٹھی حوا نے ساتھ بیٹھی سکینہ سے پوچھا تھا

"وہ تمھارے اور میرے ابو کو جانتی ہے۔۔ وہیں سے پتہ چلا ہوگا" پھر ایک خاموشی "میں کہتی تھی نا کہ یہ لڑکی عجیب ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حوا نے ایک سانس خارج کی "ٹھیک ہے۔۔آئندہ اس سے دور رہیں گے"

سکینہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔۔دونوں اب سامنے دیکھ رہی تھیں جہاں لڑکیاں پکڑن پکڑائی کھیل رہی تھیں

"جگنو تو مجھے شیخو کہتا ہے۔۔اسے کیسے پتہ؟"بھوری آنکھوں والی لڑکی ابھی تک سوچ میں گم تھی۔

ظہر کے بعد وہ لاہور کے لیے روانہ ہو گیا۔قریباً عصر کے وقت وہ لاہور پہنچا۔اس وقت وہ ایک چھوٹے سے دو منزلہ گھر کے سامنے کھڑا تھا۔گھر کے دائیں اور بائیں جانب اندر کی طرف چھوٹے باغیچے تھے۔درمیان میں بھورے رنگ کا دروازہ۔اندر سے باہر تک نظر آتے اونچے لمبے درخت اور چڑیوں کی چہچہاہٹ۔گلی میں خاموشی تھی۔کوئی اکا دکا لوگ آ جا رہے تھے۔بازو لمبا کر کے ہاتھ بڑھا کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔جواب ندارد۔ابھی دوسری بار دروازہ بجانے ہی والا تھا کہ دروازہ کھل گیا۔سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔

"ارے ابراہیم بابا۔۔آیئے اندر آیئے!"

سفید چھوٹی داڑھی والے نے پیچھے ہٹ کر اسے جگہ دی۔

ہاتھ اپنے سینے کے بائیں جانب لے گیا۔ذرا سا جھک کر سر کو خم دیا

"سلام اکبر بابا! کیسے ہیں آپ؟"

"میں ٹھیک۔۔آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔بڑے میاں نے کہا تھا ایک دو دن تک آپ آنے والے ہیں"خوش شکل اکبر بابا کے مزاج سے خوشی جھلک رہی تھی۔ابراہیم نے ارد گرد نظر دوڑائی۔پھر اکبر بابا سے مخاطب ہوا

"دادا اندر ہیں؟"ابرو اٹھایا۔

بازو لمبا کر کے اندر کی طرف اشارہ کیا۔باغ میں ہلکی سنہری دھوپ پڑ رہی تھی۔کلیوں کی مہک نتھوں سے ٹکرا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی جی۔۔۔چلیں"

دروازہ بند کیا اور ابراہیم کے ساتھ اندر چل پڑے۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی نظر سیدھی سامنے دو کمروں پر جاتی۔۔دائیں طرف ایک ڈرائنگ روم تھا جس کے ساتھ ذرا سا فاصلے پر ایک بڑا سا ڈائننگ ٹیبل تھا جس کے گرد کرسیاں تھیں۔بائیں جانب کچن تھا، جس سے چند فاصلے پر دیوار میں نصب ایک آتش دان تھا۔۔آتش دان پر بہت سی بیلک اینڈ وائٹ تصاویر لگی تھیں۔۔لاؤنج کے بیچ و بیچ ایک صوفہ سیٹ

تھا۔۔ بڑے صوفے کے ہتھ پر کہنی ٹکائے عبدالرحمن بیٹھے تھے۔اس کے قدموں کی چاپ سنتے ہی ٹانگ پر ٹانگ جمائے کتاب پڑھتے عبدالرحمن کھڑے ہو گئے۔

اس کے سامنے آتے ہی اسے دیکھ کر مسکرائے "ارے دیکھو تو کون آیا ہے.. میرا بیٹا آیا ہے" وہ آگے بڑھا اور ان سے گلے ملا۔ان کے بال ابھی بھی سیاہ تھے۔ قلموں سے ذرا سرمئی تھے اور تراشیدہ مونچھوں والے وہ آج بھی فوجیوں والی دھاک رکھتے تھے۔

چھوٹتے ہی بولا "کیسے ہیں آپ؟" اپنے دائیں بائیں ہاتھوں سے اس نے ان کے دائیں بائیں بازوؤں کو تھاما ہوا تھا۔

"میں۔۔دیکھو تو جوان ہو گیا ہوں" دونوں ہنسے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انھوں نے ابراہیم کا ماتھا چوما،اس کے بائیں گال پر ہاتھ پھیرا "بہت دیر کر دی مہرباں آتے آتے!"

"بس دادا۔۔کچھ مصروف تھا۔۔اب آ گیا نا!" ان کا ہاتھ تھاما اور اسے چوما۔وہ چند لمحے اسے بنا پلک جھپکے اسے دیکھتے رہے۔اس نے کندھے سے بیگ اتارا اور دونوں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مہربانو! قہوہ لاؤ۔۔آج اس گھر میں پرانے مہمان آئے ہیں"

مہر بانو جو کہ بیس اکیس برس کی لڑکی تھی، کچن کے دہانے پر کھڑی دونوں کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔ جھٹ سے کچن میں چلی گئی۔ وہ اکبر بابا کی بیٹی تھی۔

ان کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ چہرے پر مسکراہٹ تھی اور وہ ابراہیم کو دیکھے جا رہے تھے۔

"سفر ٹھیک رہا؟ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟"

"نہیں دادا" ارد گرد نظر دوڑائی پھر انھیں دیکھ کر دھیما سا مسکرایا "لاہور تو میرا دوسرا گھر ہے۔۔ یہاں کیا پریشانی ہو گی" وہ سر ہلا کر رہ گئے

"آپ کو بہت یاد کیا میں نے۔۔ آپ کیوں نہیں گاؤں آئے؟" اس نے ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انھوں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں سے نکال لیا۔ مسکراہٹ سمٹ گئی۔ آنکھیں چرا لیں۔

"بس مصروفیات ہی ایسی تھیں کہ نہ آ سکا"

"کون سی مصروفیات؟" ایک لمحے کا توقف "ہم سے بڑھ کو بھی کچھ ہے آپ کے لیے؟"

انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر مہر بانو قہوہ لے آئی۔ انھوں نے ایک کپ خود لیا اور ایک ابراہیم کو دیا۔

"یہ وہی تمھارا پسندیدہ قہوہ ہے۔۔ ادرک کا"

ایک گھونٹ بھرا اور بولا "میں ایک کپ اور پیوں گا" اور پھر مسکرا دیا۔

"تم نہیں بدلے!" انھوں نے آگے بڑھ کر اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"جیسا باپ ویسا بیٹا!" اس نے شانے اچکائے۔۔وہ بس مسکرا دیے۔۔اس کے آنے پر عبدالرحمن ایسے ہی خوش ہو جاتے تھے۔۔

"اماں ویسے جیسے جیسے دن گزر رہے ہیں۔۔ سردی کم ہوتی جا رہی ہے۔۔ صبح صبح سردی ہوتی ہے اور پھر گرمی"

وہ ابھی ابھی سکول سے آئی تھی اور برآمدے میں پڑی چارپائی پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھی، ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے کھانا بنانے میں مصروف آسیہ سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔ اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھی اور اپنے کمرے میں لیٹی ثمر اس کی باتوں سے بے زار آئی ہوئی تھی۔ پھر یکدم اٹھی اور تیزی سے باہر آئی۔ کمر پر ہاتھ رکھے حوا کے سامنے کھڑی ہوئی اور دونوں بازو سینے پر باندھے مخاطب ہوئی

"دیکھو بی بی! صبح صبح اخبار آتا ہے اس گھر میں۔۔اپنا خبر نامہ بند کرو اور اپنے کمرے میں جاؤ ۔۔ عجیب شور مچاتی ہو۔۔ٹرٹر زبان چلتی ہے تمھاری۔۔۔" انتہائی بے زار آئی ہوئی ثمر اسے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گھور رہی تھی۔وہ پانی کا گلاس ہاتھ میں پکڑے گردن اٹھائے سامنے کھڑی ثمر کو دیکھ رہی تھی

اس سے پہلے کہ وہ اور کھری کھوٹی سناتی باہر کا دروازہ بجا۔دونوں نے اپنی نظریں دروازے پر مرکوز کر لیں۔بی جان دروازہ کھولنے کے لیے بڑھیں۔

"ارے رکو بھی بھیا۔۔بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنی ہمت ہی کہاں ہے"اور انھوں نے دروازہ کھولا۔

سامنے کندھے پر تھیلا اٹھائے تقریباً بیس سالہ ایک گورا چٹا لڑکا کھڑا تھا۔

"ارے تو۔۔تو کب آیا"ایک بلند آواز تھی۔خوشی سے چہکتی آواز۔

"ارے بب۔۔بی جان،السلام علیکم!"ہاتھ ماتھے تک لے گیا اور بی جان کو دیکھ کر مسکرایا۔

بی جان نے اس کے سر پر پیار دیا اور وہ برآمدے کی طرف بڑھا۔

"ارے شیخو!تم۔۔۔"اس کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ایک دم کھڑی ہوئی،گلاس چارپائی کے نیچے رکھا اور فوراً سے اس کی طرف بڑھی۔

"شیخو!۔۔۔اللہ!تم آ گئے۔۔تم واقعی آ گئے"وہ دونوں ہاتھ اپنی دونوں گالوں پر رکھے خوشی سے چہک رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اس نے تھیلا زمین پر رکھا اور حوا کو دیکھ کر کھل کر مسکرایا۔

بھورے گھنگریالے بکھرے بال، سفید رنگت، ہلکی بھوری آنکھیں بالکل عبداللہ جیسی، شلوار قمیض اور اوپر واسکٹ پہنے جھلا ہی لگ رہا تھا۔اس کے بال عام لڑکوں کی طرح ہی تھے مگر آگے سے ذرا زیادہ گھنگریالے تھے۔پیچھے آتے آتے ذرا کم گھنگریالے ہو جاتے۔۔

"جگنو!تت۔۔تم ابھی بھی اتنی کی اا۔۔۔اتنی ہی ہو"

مگر وہ کہتے ہیں نا اللہ نے کبھی بھی کسی کو مکمل نہیں بنایا۔خوبی کے ساتھ خامی تو سب ہی میں ہوتی ہے۔شیخوا گر خوبصورت تھا تو اس میں خامی یہ تھی کہ وہ بولتے وقت ہکلاتا تھا۔

ہکلاہٹ اس کی بچپن ہی سے تھی مگر شکل وصورت کے ساتھ ساتھ وہ دل کا بھی بہت اچھا تھا۔

"ہاں تو چھے مہینے میں کبھی کوئی بڑا ہوا ہے کیا؟"کمر پر ہاتھ رکھے وہ برجستگی سے بولی۔۔اس کو بات بری گزری اور منہ بسور کر کھڑی ہو گئی۔

وہ ہنس دیا"ارے!مم۔۔میں تو مم۔۔۔مذاق کر رہا تھا"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ثمر نے سارا منظر دیکھا، اسے بچپن ہی سے شیخو سے چڑ تھی "پہلے ایک کم تھی کیا جو دوسرا بھی آ گیا۔۔ مصیبت!" بڑبڑائی اور پاؤں پٹخ کر اندر چلی گئی۔ آسیہ بیگم سارا حال دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان کے چہرے پر بھی ایک عجیب سی خوشی تھی۔

ہنڈیا پر ڈھکن دیا، اوپر ڈوئی رکھی اور باورچی خانے سے باہر نکلتیں آسیہ بیگم شیخو سے مخاطب ہوئیں۔

"ارے شیخو! بیٹے اندر تو آ جا۔۔ بیٹھ جا۔۔ پانی شانی پی۔۔ پھر باتیں کر لینا"

"ہاں چچ۔۔ چھوٹی امی!" تھیلا ایک طرف رکھ کر وہ چارپائی پر بیٹھ گیا۔

حوا اس کے سامنے کھڑی تھی۔ شیخو کو پتہ تھا وہ کیوں کھڑی ہے، وہ جھکا اور اپنے تھیلے کی گرہ کھولی

اندر ایک خوبصورت سا گہری بھوری لکڑی کا بنا ڈبہ تھا۔۔ اس نے حوا کی طرف وہ ڈبہ بڑھایا۔ اس نے مسکراتے ہوئے تھاما اور اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ بڑے احتیاط سے اس نے وہ ڈبہ کھولا اور اندر پڑی چیز باہر نکالی۔۔ ڈبہ ایک طرف رکھ دیا۔۔ اس کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نیچے ذرا سی موٹی گہری بھوری لکڑی کی ایک گول سی چھوٹی پلیٹ تھی جس پر موم بتی جمی تھی۔اوپر شیشے کا ڈھکن تھا۔ڈھکن نیچے سے چوڑا اور لمبا سا تھا مگر وہ اوپر سے گول ہو جاتا تھا۔ وہ شیشے کا چراغ تھا،ایک چھوٹا قندیل جسے اس نے ہاتھ میں پکڑا تھا۔بنانے والے نے بڑی مہارت سے بنایا تھا۔۔شیشے کا ڈھکن بڑی مہارت سے لکڑی کی گول پلیٹ سے جڑ جاتا تھا۔۔ حوا نے بڑے احتیاط سے اس کے اوپر سے ڈھکن اتارا۔

"رات ہو گی ناتت۔۔تو موم بتی جج۔۔جلا کر اوپر یہ ڈڈ۔۔ڈھکن رکھ دینا،تت۔۔تمھیں اندھیرے میں ڈڈ۔۔ڈر لگتا ہے نا،اب نن۔۔نہیں لگے گا"

شیخو مسکراتے ہوئے اسے بتا رہا تھا کہ اسے استعمال کیسے کرنا ہے اور وہ ستائشی نظروں سے اپنے تحفے کو دیکھ رہی تھی۔آسیہ بیگم کچن میں بیٹھی پانی میں ہرے رنگ کا صندل کا شربت ملا رہی تھی۔چمچ ہلاتے انھوں نے حوا کو دیکھا

"چل اب بس کر دے۔۔وہ ادھر ہی ہے۔۔یونیفارم بدل آ۔۔پھر باتیں کرتی رہنا"

مگر وہ حوا ہی کیا جو ایک بار کہنے پر مان جائے

"یہ تم نے خود بنایا ہے شیخو؟"اب وہ احتیاط سے چراغ دوبارہ لکڑی کے ڈبے میں ڈال رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے اثبات میں سر ہلایا "شش۔۔ شیشے کا ڈڈ۔۔ ڈھکن بازار سے لایا تت۔۔ تھا، باقی خخ۔۔ خود ہی"

"واہ۔۔ بہت بہت شکریہ شیخو" وہ پھولے نہیں سما رہی تھی

"حوا۔۔ "اب کہ آسیہ بیگم نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا

وہ فوراً اٹھی "کپڑے بدل کر آتی ہوں" اور ڈبہ ہاتھ میں لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھی آسیہ بیگم گلاس ہاتھ میں تھامے چارپائی کی جانب بڑھ رہی تھیں۔۔ کچھ پل بیتے اور وہ شیخو کے ساتھ بیٹھیں باتیں کر رہی تھیں۔۔ وہ ساتھ ساتھ ہرے رنگ کا شربت پی رہا تھا۔۔

وہ جلدی میں تھا۔ شاید کہیں ضروری جانا تھا یا پھر کوئی ضروری کام تھا۔ ایک نظر کمرے میں لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھا، بکھرے بالوں میں انگلیاں پھیر کر انھیں درست کیا، پینٹ شرٹ پہنے وہ جلدی جلدی کمرے سے نکلا۔ ایک نظر لاؤنج میں پڑے صوفے پر پڑی مگر وہ رکا نہیں۔ صوفے پر ایک بیس برس کی لڑکی ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ مسلسل ٹانگ ہلاتے ہوئے یوں جیسے بے چین ہو۔ ابراہیم کو جاتے دیکھ کر ایک دم کھڑی ہوئی۔

"ہیلو!"

ایک دم اونچی آواز میں بولی۔ باہر کی طرف بڑھتے اس کے قدم رکے مگر وہ مڑا نہیں۔ چہرہ ابھی بھی باہر کی جانب موڑے رکھا یوں کہ اس کی پشت اس لڑکی کے چہرے کی جانب تھی۔

"تم آ گئے اور بتایا بھی نہیں؟" اس کی آواز نرم تھی۔ وہ خوش اخلاق تھی

لڑکی ہلکے گلابی رنگ کی فراک پہنے ہوئے تھی۔ بالوں پر ہیئر بینڈ لگائے اور پیچھے کندھے سے ذرا نیچے تک آتے بھورے بال کھلے تھے۔ شکل وصورت سے پیاری تھی۔ چلتی ہوئی آئی اور سینے پر بازو باندھے اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہمارے درمیان کوئی ایسا رشتہ ہے جو میں تمھیں اپنے آنے جانے کی خبر دوں؟"

بے رخی سی بے رخی تھی۔ ایک نظر لڑکی کو دیکھا، لڑکے کی آنکھوں میں بے زاری تھی، بے رخی تھی، بے اعتنائی تھی۔۔ یہ قصور والے ابراہیم سے بالکل مختلف تھا۔

لڑکی نے بمشکل تھوک نگلا۔۔ وہ خاموش رہی۔ ابراہیم آگے بڑھا "کہاں جا رہے ہو؟"

وہ نہیں رکا اور چلتا رہا۔ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی

"میں پوچھ رہی ہوں کہاں جا رہے ہو؟" اس بار اس کی آواز قدرے اونچی تھی۔۔ وہ گھر سے باہر نکل آیا تھا اور گلی کے کنارے چل رہا تھا۔۔

وہ اس کے قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ابھی بھی سیدھا دیکھ رہا تھا "ایسے ہی سیر کرنے" شانے اچکائے

"تو پھر میں بھی چلتی ہوں" وہ اس کے بائیں جانب تھی۔ ابراہیم کچھ نہ بولا۔

اس کی رفتار بڑھ رہی تھی۔ لڑکی کے لیے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملانا مشکل ہو رہا تھا۔

"تم چاہتے کیا ہو؟" آخر کار وہ تھک گئی۔ بالا خر جھنجھلا گئی

وہ ایک دم رکا، اسے دیکھا۔۔ اس بار لڑکے کی آنکھوں میں التجا تھی "لیزا! بس کر دو۔۔

میرے پیچھے مت آؤ۔۔ تھک جاؤ گی"

"ہاں مگر میں تو تمھارے ساتھ ہوں۔۔ پیچھے تو نہیں" ہلکی سی مسکراہٹ سے اس نے شانے

اچکائے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ابراہیم نے سر نفی میں ہلایا اور پھر تیز تیز چلنے لگا۔ لیزا کا تنفس بڑھنے لگا تھا۔ سانس پھول چکی

تھی۔ ابراہیم آگے نکل گیا اور اب وہ دور جا چکا تھا۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے جھک گئی اور تیز تیز

سانس لینے لگی۔ سر اُٹھایا، ایک نظر دور جاتے ابراہیم کو دیکھا اور دونوں ہاتھ کی انگلیوں کی

پوروں سے آنکھ کے کنارے صاف کیے۔ ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔۔ کیا وہ تھک گئی تھی

؟

"شیخو تم تیل نہیں لگاتے رہے؟ تمھارے بال کتنے خراب ہو گئے ہیں"

اس وقت وہ اپنے بیڈ پر چوکڑی مارے بیٹھی تھی اور شیخو زمین پر اور وہ اسے تیل لگا رہی تھی۔

ڈھلتی شام تھی۔ آسمان نارنجی رنگ کا اور ہوا ہلکی ہلکی خنک تھی۔ اپنے ساتھ ایک پیالی میں اس نے تیل نکالا ہوا تھا جس سے وقفہ بہ وقفہ وہ تھوڑا سا تیل اپنی انگلیوں پر لگاتی اور پھر شیخو کے بالوں میں۔

"نن۔۔ نہیں۔۔۔ وہاں کوئی تت۔۔ تھا نہیں نا!" شانے اچکائے

"اوہو! چلو کوئی بات نہیں۔۔ میں ہوں نا"

"ہوں" شیخو نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں اور وہ تھوڑا سا تیل ہتھیلی میں ڈال کر مالش کر رہی تھی۔

آنکھیں بند کیے وہ بولا "جگنو!"

"ہوں"

"وہ۔۔ ابراہیم نن۔۔ نظر نہیں آیا، کک۔۔ کہیں گیا ہے کیا؟"

ایک خاموشی تھی "مجھے کیا پتہ۔۔ میں کونسا دھیان رکھتی ہوں۔۔ سکینہ کو پتہ ہو گا۔۔ پوچھوں گی اس سے" کندھے اچکا کر بات ختم کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہوں۔۔اچ۔۔ چھابندہ ہے وہ"

پھر ایک خاموشی۔ کمرے میں سرسوں کے تیل کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ شیخو اور حوا دونوں کا رخ کھڑکی کی جانب تھا۔ حوا کی پشت باہر دروازے کی طرف تھی

"تمھیں پپ۔۔ پتہ ہے جج۔۔ جگنو لاہور میں نا مم۔۔۔ میں نے انھیں دد۔۔ دیکھا" انتہائی دلچسپی سے بولا۔ اس کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔

"کنھیں دیکھا؟" ایک دم بالوں میں مالش کرتے ہاتھ سست پڑے

"وہ جج۔۔ جو مجھے پسند نہیں کک۔۔ کرتے"

حوا رک گئی۔ شیخو چوکڑی مارے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا یوں کہ اب اس کا رخ بیڈ پر بیٹھی حوا کی طرف تھا۔

"دادا؟" ایک تھوک نگلا۔

"ہوں" اور اس نے سر جھکا لیا۔

"تم۔۔ ملے ان سے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے نفی میں سر ہلایا۔"مجھے نا اس نے ڈڈ۔۔ڈر لگتا ہے،بب۔۔ بچپن میں ایک بار انھوں نے مم۔۔مجھے ڈانٹا تھا۔۔وہ بب۔۔بہت غصہ کک۔۔کرتے ہیں"اس نے سر جھٹک دیا۔

حوا خاموش رہی۔ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔

"مم۔۔۔میں نے تو چھپ کر دد۔۔دیکھا تھا انھیں"

"شیخو!"دور کہیں کھائی سے آتی خود کی آواز اسے سنائی دی۔

اس نے نظریں اٹھائیں۔"وہ دل کے برے نہیں ہیں"ایک تھوک نگلا"شاید۔۔"آواز دھیمی تھی

اس نے حوا کی بات کاٹ دی"مم۔۔میرا کیا قصور۔۔۔بس یہی کہ مم۔۔میں جہاں آرا کا بب۔۔بیٹا ہوں"

حوا کو اس کے مایوس لہجے سے دکھ ہوا تھا۔دادا کا ذکر آنے پر ایسے ہی ہوتا تھا۔

"پوری دنیا میں کوئی شیخو جیسا نہیں ہے۔۔تم بہت اچھے ہو"ہولے سے مسکرائی

"اور اچھے لل۔۔لوگوں کے ساتھ ہمیشہ بب۔۔برا ہوتا ہے"شیخو کا منہ بن گیا۔اس نے سر جھٹکا

وہ خاموش رہی۔کیا کہتی؟

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم ایسی باتیں کرو گے تو میں کیا کروں گی" وہ رونی صورت بنائے بولی۔

پھر وہ ہنس دیا۔ وہ کھڑا ہوا اور اپنی قمیض ٹھیک کی۔

"اچھا چچ۔۔۔ چلو!" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

حوا مسکرائی "کہاں؟" ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے ہاتھ میں دیا اور بستر سے اتری۔

"فف۔۔ فالودہ کھاتے ہیں" وہ مسکرا رہا تھا

اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"ہاں چلو" جیسے اسی پل کے انتظار میں ہو۔

جلدی سے دیوار سے لٹکی چادر اوڑھی، کمرے سے نکلی اور سیڑھیاں اترنے لگی۔ شیخو آگے تھا اور وہ پیچھے۔

"شیخو! وہ چھوٹے پٹھان کا فالودہ کھائیں گے۔۔ وہ بہت اچھا لگتا ہے مجھے" وہ سیڑھیاں اترتے مسکراتے ہوئے چہک رہی تھی

"ہاں ہاں۔۔ پپ۔۔ پتہ ہے مجھے"

آج وہ بہت خوش تھی۔ اس کی آنکھوں کی چمک اور آواز کی چہک بتاتی تھی!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلا سارا دن عبدالرحمن مصروف رہے۔اپنے کسی دوست کے ساتھ کسی کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ابراہیم خاصا بور ہوا گھر میں۔اس وقت وہ اپنے دادا کے کمرے میں تھا اور دروازے کے دائیں جانب لگی الماری میں سجی کتابیں دیکھ رہا تھا۔اسے بچپن سے شوق تھا اپنے بابا اور دادا کی چیزیں دیکھنے کا۔اس نے دوسرے شیلف میں سجی کتابوں کے ریک سے ایک کتاب نکالی۔کافی پرانی تھی

"بانگ درا"

ہاتھ میں پکڑی کتاب کا نام اس نے زیر لب لیا اور پھر مسکرایا۔کتاب دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دی۔الماری کے تھوڑا سا نیچے کر کے دو دراز بھی بنے تھے۔اس نے ایک دراز کھولا۔اس میں کچھ کاغذات تھے۔شاید کسی کے لکھے خطوط تھے۔کاغذ کا رنگ بھی پیلا پڑ چکا تھا۔کچھ لفافے تھے،کچھ زرد پڑتے خط۔ایک لفافے کی پشت پر "عبدالرحمن غازی کے نام" پڑھ کر لفافہ پکڑا،خط لفافے سے نکالنے لگا۔لفافہ پہلے سے چاک تھا یعنی اس کے دادا پہلے یہ خط پڑھ چکے تھے۔اس نے کاغذ کو سیدھا کیا اور پڑھنا شروع کیا۔

"بابا!اولاد ہمیشہ اولاد ہی ہوتی ہے اور اولاد ہمیشہ پیاری ہوتی ہے۔غلطیاں کس سے نہیں ہوتیں مگر فرق صرف اتنا ہے کہ میرے جس عمل کو آپ میری غلطی سمجھ رہے ہیں میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے غلطی نہیں سمجھتا۔۔۔اگر میرے معافی مانگنے سے آپ کی انا کو تسکین ملتی ہے تو ٹھیک ہے میں معافی مانگ لیتا ہوں۔میری کوتاہیوں کی سزا میری اولاد کو کیوں دیتے ہیں آپ؟کیا سزائیں ایسی ہوتی ہیں؟اب تو جہاں آرا بھی نہیں رہی۔میں نے آپ کی مرضی کی شادی بھی کی اور اب تو میرے ہاں دوسری اولاد ہونے کو ہے۔۔اپنے خوبصورت رشتوں کو بدصورت انا کی بھینٹ نہ چڑھائیں!اللہ حافظ!

آپ کا بیٹا

عبداللہ

خان

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے خط پڑھا اور ایک ٹھنڈی آہ بھری۔آج سے کئی برس پہلے کا خط تھا۔اس نے خط کو دوبارہ لفافے میں ڈال دیا۔اس طرح کے کئی خطوط تھے جن کے رنگ بدل گئے تھے مگر عبدالرحمن نہیں بدلے تھے۔سب سے آخری لفافہ پکڑا اور وہ کھولا

"بابا!محبت اندھی ہوتی ہے مگر میں اندھا نہیں ہوا۔میں دیکھ سکتا ہوں آپ کی بے رخی۔۔ایسا مت کریں میرے ساتھ۔۔۔اب تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے نکاح نہیں کیا کوئی گناہ

کیا ہے۔۔ایسا نہ کریں بابا!۔۔میرے کسی خط کا آپ جواب نہیں دیتے مگر مجھے یقین ہے آپ خط ضرور پڑھتے ہوں گے۔۔ماں باپ اگر پتھر کے ہو جائیں تو پھر اولاد کے دل موم کیسے ہوں گے ؟ماں باپ اگر چھوڑ کر چلے جائیں تو پھر اولاد کہاں جائے گی ؟مجھے اس گناہ کی سزا نہ دیں جو میں نے کیا ہی نہیں۔۔اللہ حافظ !

آپ کا بیٹا

عبداللہ خان

اس کا دل کھٹا ہو گیا اور اس نے خط پھینکنے کی صورت میں دراز میں رکھا۔کئی برس سے یہی ہوتا آیا تھا۔۔کتنا دکھ ہوتا ہے، کتنی اذیت اور تکلیف ہوتی ہے جب کوئی ہمارے بھیجے خط تو پڑھتا ہو مگر جواب لکھنا بھول گیا ہو۔۔یہ ایسے کٹھن اور نہ ختم ہونے والے انتظار کی طرح ہے جس میں ایک انسان دوسرے کا منتظر تو ہو مگر اس دوسرے انسان کے آنے کے آثار نظر نہ آتے ہوں مگر وہ انسان پھر بھی اس دوسرے انسان کا منتظر ہو۔۔اس نے زور سے دراز بند کیا، کمرے سے باہر نکلا اور لاؤنج سے باہر کی جانب بڑھا۔دل اور دن دونوں خراب ہو چکے تھے۔۔اسے اپنے عبداللہ چچا سے انسیت تھی!!

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کو آسیہ بیگم نے شیخو کے آنے کی خبر عبداللہ کو دے دی تھی۔انھوں نے کچھ خاص رد عمل نہیں دیا۔ صبح ناشتے کے وقت شیخو اور عبداللہ خان آمنے سامنے ہوئے۔یہ فجر کے بعد کا وقت تھا۔سورج ابھی پوری طرح نہیں نکلا تھا۔چڑیوں کی چہچہاہٹ تھی اور صبح کی ہلکی سی ٹھنڈی ہوا۔وہ سیڑھیوں سے نیچے آرہا تھا جب سیدھی نظر برآمدے میں درخت کے نیچے پڑے تخت پوش پر بیٹھے عبداللہ خان پر پڑی۔انھوں نے بھی اسی وقت نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا۔پھر نظریں پھیر لیں۔وہ چوکڑی مار کر بیٹھے ناشتے کا انتظار کر رہے تھے۔

شیخو نیچے آیا اور ان کے سامنے مؤدب سا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ گردن جھکی ہوئی اور ہاتھ سامنے باندھے اس نے سلام کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سلام ابب۔۔بو!"

انھوں نے نظریں اٹھائے بغیر رے جواب دیا"وعلیکم السلام!"

اس کے بعد وہ خاموشی سے صحن میں پڑی چارپائی پر ٹاں مگیں لٹکائے بیٹھ گیا۔اب وہ عبداللہ خان کی بائیں جانب تھا۔بار بار دونوں ٹانگیں ہلاتا ہوا،دائیں ہاتھ کے ناخن دانتوں سے کترتا ہوا وہ سر جھکائے ذرا سا ترچھا بیٹھا تھا،اس طرح کہ کنکھیوں سے عبداللہ خان نظر آرہے

تھے۔ایک آدھ بار نظر اٹھا کر اس نے عبداللہ خان کو بھی دیکھا۔آسیہ بیگم ناشتہ لے آئیں۔ چائے اور روٹی ساتھ بجھیا تھی۔

انھوں نے کھانا تخت پوش پر رکھا تو عبداللہ خان سیدھے ہوئے۔اپنے بائیں جانب بیٹھے شیخو کو دیکھا

"تم نہیں کھاؤ گے کھانا؟"

اس نے ایک نظر دیکھا مگر پھر نظریں جھکا کر بولا "آپ کک۔۔کھالیں"

"تم بھی آجاؤ"

وہ چند لمحے خاموش رہا۔پھر اٹھ کر تخت پوش پر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔انھوں نے روٹی کو دو برابر حصوں میں توڑا اور ایک حصہ خود لیا،دوسرا اس کے سامنے رکھ دیا۔پھر انھوں نے کھانا شروع کیا۔آسیہ بیگم ایک اور روٹی لائیں۔انھوں نے اپنا چائے کا کپ شیخو کو دے دیا۔ایک ٹانگ لپیٹے ہوئے اور دوسری ٹانگ کے گھٹنے سے اپنا گال لگائے وہ سر جھکائے کھانا کھا رہا تھا۔

پھر عبداللہ خان اٹھ کر چل دیے۔وہ دروازے کے باہر قدم رکھ رہے تھے جب شیخو نے انھیں گردن موڑ کر دیکھا مگر پھر سیدھا ہو گیا۔چائے کے دو گھونٹ بھرے، برتن پکڑے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور اندر بی جان کو دے آیا۔ کئی سالوں سے یہی معمول تھا۔ایک عرصے سے یہی ہوتا آیا تھا۔

عبداللہ خان اور شیخو کے درمیان بس ایسی ہی ملاقات ہوتی تھی۔ایک خاموش گفتگو!!

رات کے کھانے کے بعد اب وہ دونوں چائے پی رہے تھے۔لاؤنج میں چھوٹی گول میز کے گرد بیٹھے گپیں لگاتے چائے پیتے دادا اور پوتا اب کسی بات پر مسکرا رہے تھے۔اس نے چائے کا ایک گھونٹ بھرا اور کپ میز پر رکھا۔سیاہی مائل گہرے جامنی آسمان پر باریک سا چاند تھا۔ سارا باغ اندھیرے میں ڈوبا تھا۔البتہ ایک بلب جل رہا تھا جس سے باغ کے ایک حصے پر سفید روشنی تھی۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ بائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالے بیٹھا تھا۔

"دادا۔۔ایک بات پوچھوں آپ سے؟"

"دو پوچھو!" وہ مسکرائے۔پیچھے کو ٹیک لگالی

"انسان کے کونسے گناہ قابلِ معافی ہوتے ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"معاف کرنے والے کے ظرف پر منحصر ہے۔۔کوئی بڑے سے بڑا گناہ بھی معاف کر دیتا ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر بھی سزا دیتا ہے" چائے کا کپ منہ سے لگایا، ایک گھونٹ بھرا اور کپ پرچ پر رکھا۔

"ہوں۔۔آپ کا ظرف کیسا ہے؟" اب وہ ٹیک لگائے بیٹھ گیا۔

خاموشی چھا گئی۔وہ سنجیدہ سے ہو گئے۔ماحول میں تناؤ محسوس کیا جا سکتا تھا۔

"تم کس کی بات کر رہے ہو ابراہیم؟"

اب کہ وہ سنجیدہ ہو گئے۔ہاتھ میں پکڑی پرچ جس پر کپ تھا، میز پر رکھ دی۔

"دادا۔۔میں سمجھتا ہوں آپ مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں" وہ نارمل تھا۔ایسے جیسے وہ پہلے سے اس کے لیے تیار تھا۔

"ان معاملات میں مت پڑو۔۔تم ابھی اتنے بڑے نہیں ہوئے کہ اپنے بڑوں کے مسئلے حل کرنے بیٹھ جاؤ" لہجہ تھوڑا کرخت ہوا۔

وہ کھڑے ہو گئے اور ہاتھ پیچھے باندھ کر رخ لاؤنج کے دروازے کی طرف کر لیا۔ان کی پشت ابراہیم کی طرف تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دادا۔۔۔جب بڑے بچے بن جائیں تو بچوں کو جلد سمجھدار ہو جانا چاہیئے" وہ بھی کھڑا ہو گیا البتہ لہجہ ابھی بھی نرم تھا۔

"کیا مطلب ہے تمھارا؟۔۔تم اس کی طرف داری کر رہے ہو؟" اب کہ وہ ذرا بلند آواز میں بولے تھے۔ہلکا سا غصہ بھی تھا۔

انھوں نے رخ موڑ لیا۔اب کہ ان کا چہرہ ابراہیم کی جانب تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔آپ اسے ختم کیوں نہیں کرتے؟۔۔آپ کے بیٹے ہیں وہ۔۔کوئی اتنی بڑی غلطی بھی نہیں کی انھوں نے کہ جس کی سزا انھیں عمر بھر دی جائے" کرسی اور میز کے درمیان سے نکل کر وہ اپنے دادا کی طرف بڑھا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دبے دبے لہجے میں غرائے "وہ میرے اور اپنے درمیان اس عورت کو لے آیا تھا۔۔اس نے میرا مان میرا بھروسہ توڑا تھا" یہ وہ عبدالرحمن تھے جن کی بات شیخو نے کی تھی

"غلط۔۔انھوں نے صرف آپ کی انا کو ٹھیس پہنچائی تھی" اس نے بازو سینے پر لپیٹ لیے۔وہ اب سنجیدہ تھا۔

"تم بھی مجھے انا پرست سمجھتے ہو تو سمجھو۔۔مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا" انھوں نے ہاتھ جھلایا۔ایسے جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو،انھیں کوئی فرق نہ پڑا ہو۔

"ہاں لیکن ہم سب کو پڑتا ہے" اس نے ہاتھ پہلو میں گرا لیے

"میں نہیں چاہتا کہ ہمارے درمیان مزید تلخی ہو۔۔تم جا سکتے ہو" آواز قدرے ہلکی ہو چکی تھی۔

انھوں نے منہ دوبارہ لاؤنج کے دروازے کی جانب موڑ لیا، ہاتھ پیچھے باندھ لیے، ابراہیم کی طرف ان کی پشت تھی۔یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اب وہ جا سکتا ہے اور وہ اتنا خوددار تو تھا کہ اگر کوئی اسے جانے کو کہے تو ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر وہ وہاں سے چلا جائے۔وہ چلا گیا!!

رات وہ بستر پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا۔کبھی ادھر کبھی ادھر، کبھی دائیں کبھی بائیں مگر نیند کا نام و نشان نہیں۔اب کہ دائیں ہاتھ کی پشت ماتھے پر رکھے وہ چھت پر لگے پنکھے کو گھور رہا تھا۔ کمرے میں لگی کھڑکی سے باہر لاؤنج کی روشنی جھانک رہی تھی

"مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔مجھے دادا سے یوں بات نہیں کرنی چاہیئے تھی۔۔شاید میں جذباتی ہو گیا تھا۔۔دادا ٹھیک ہی تو کہتے ہیں۔۔مجھے بڑوں کی لڑائی میں نہیں آنا چاہیئے۔۔۔ مگر اس میں ان کا کیا قصور جو یونہی ان کی بے رخی سہتے ہیں۔۔شیخو، حوا، آسیہ چچی اور چچا۔۔" اسے آج سے دو سال پہلے ہونے والا واقع یاد آیا جب جون جولائی کی چھٹیوں میں وہ گاؤں تھا۔

منظر بدلا، لوگ بدلے، وقت بہت پیچھے چلا گیا

ہر طرف کڑی دھوپ تھی۔ان دنوں وہ لاہور سے ہو کر گیا تھا۔تب وہ عمر میں ذرا چھوٹا لگتا تھا۔چہرے پر ہلکی ہلکی سی مونچھیں تھیں۔

"دادا کیسے ہیں؟"

صحن میں درخت تلے بیٹھی سکینہ نے اپنے ساتھ درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھے بھائی سے پوچھا۔

آج سے دو سال پہلے والی سکینہ چھوٹی لگ رہی تھی البتہ ابراہیم اس کا بڑا بھائی ہی لگ رہا تھا۔

"اچھے ہیں" ایک نظر ساتھ بیٹھی سکینہ کو دیکھا۔

وہ مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"وہ یہاں کیوں نہیں آتے؟" اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا سبز پتہ تھا جسے وہ موڑ رہی تھی۔

اس بات پر وہ خاموش ہو گیا۔

"آپ کو پتہ ہے میں نے یہی سوال شیخو سے پوچھا تھا۔۔مگر اس نے بھی گردن جھکا دی" پتا اچھے سے مڑ کر پچک چکا تھا

ابراہیم نے چہرہ اس کی طرف موڑا، بھنویں بھینچ گئیں۔سکینہ البتہ اب نئے پتے کو موڑ رہی تھی، نظریں جھکائے دھیان پتے پر ہی تھا البتہ بات جاری تھی۔"حوا سے پوچھا تو وہ کہنے لگی

۔۔کچھ انسان کچھ انسانوں کو اچھے نہیں لگتے "ابراہیم کے چہرے پر رنگ بدلے،اس نے ایک تھوک نگلا "ایسا اس نے کہا؟"

"ہوں۔۔وہ کہتی ہے جس دن وہ اور شیخو یہاں سے چلے جائیں گے دادا آجائیں گے۔۔بھلا کوئی شخص ایسا بھی ہو سکتا ہے جسے شیخو اور حوا ناپسند ہوں۔۔وہ دونوں تو بہت اچھے ہیں "اس نے موڑ تروڑ کر پتا دوسری طرف پھینکا۔۔پھر ابراہیم کو دیکھا جیسے جواب کی منتظر ہو

وہ خاموش رہا۔

"بھائی۔۔آپ بھی کچھ بولیں نا۔۔دادا کیسے ہیں؟ابھی بھی ویسے ہیں؟۔۔بابا کہتے تھے کہ دادا سخت ہیں۔۔مگر آپ کی تو ان سے اچھی دوستی ہے۔۔اب گئے تو انھیں بھی لے کر آیئے گا "گھٹنے سینے سے لگائے،بازو ٹانگوں کے گرد حمائل کیے،دایاں گال گھٹنوں پر رکھے وہ اپنے بائیں جانب بیٹھے ابراہیم کو دیکھ رہی تھی۔۔

"حوا کو پتہ ہے دادا کیوں نہیں آتے یہاں؟"وہ گم سم سا سوال پوچھ رہا تھا۔

وہ سوچتے ہوئے بولی "شاید ہاں۔۔پتہ نہیں۔۔مجھے نہیں بتاتی۔۔نہ شیخو بتاتا ہے۔۔آپ کو پتہ ہے؟"

"مجھے کیسے پتہ ہوگا؟۔۔میں نے کبھی غور نہیں کیا "شانے اچکائے،وہ بات ٹال گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اور آج موجودہ وقت میں وہ ایک بار ماضی کا دورہ کر کے آیا تھا۔ماضی تک جانے والی کھڑکی بند ہوئی، وہ اٹھ بیٹھا" خاندان کو جوڑے رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے ابراہیم !۔۔ کبھی انا بیچ میں آجاتی ہے تو کبھی مجبوری۔۔ایک چیونٹی کا گھر بھی ٹوٹے تو وہ اداس ہو جاتی ہے۔۔میرا تو پورا خاندان ٹوٹا ہے" اس کے بابا کے آخری الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔وہ اٹھ کھڑا ہوا اور کھڑکی کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ٹھنڈی ہوا کا جھونکا منہ پر پڑا تو تھوڑا دماغ کھلا اور طبیعت تروتازہ ہوئی۔

اس کی نظر باہر باغ میں ٹہلتے عبدالرحمن غازی پر پڑی جو کہ اپنے ہونٹوں سے سگریٹ لگائے اس وقت آسمان کو گھور رہے تھے۔منہ سے نکلتا دھواں گول گول مرغولے بناتا اور پھر چند لمحوں میں غائب ہو جاتا۔انھوں نے گول میز کے گرد پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئے۔ٹانگ پر ٹانگ رکھے وہ ماضی کو سوچ رہے تھے۔منظر بدلا، لوگ بدلے، وقت بہت پیچھے چلا گیا۔۔۔

"تم نے سازش کی تھی مجھے فوج سے نکلوانے کی۔۔میری پیٹھ پر تم نے خنجر گھونپا تھا۔۔۔ میری قسمت اچھی تھی جو میں بچ گیا" غصے میں سامنے والے شخص سے مخاطب یہ موجودہ

زمانے سے کئی زیادہ جوان عبدالرحمن تھے۔ شیوہ والا چہرہ، نفاست سے کٹے بال، ایک دم توانا بالکل فوجی لگ رہے تھے۔ان کے سامنے کھڑا شخص بھی ایسا ہی قد کاٹھ اور حلیہ رکھتا تھا۔وہ اس وقت ایک چھوٹے سے آفس میں آمنے سامنے کھڑے تھے اور ان کے درمیان کسی بات کو لے کر جھگڑا چل رہا تھا۔

"تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔۔اور میں پہلے بھی تمھیں بتا چکا ہوں۔۔اس کے باوجود اگر تم مجھے مجرم سمجھتے ہو تو سمجھو"سامنے کھڑے شخص نے سر جھٹکا

"میں تم پر اور تمھاری اولاد پر لعنت بھیجتا ہوں۔۔منافق ہو تم۔۔دوست کی شکل میں دشمن۔۔"وہ بھی غصے سے چلائی۔فضا زرد سی محسوس ہوتی تھی۔

"زبان سنبھالو اپنی عبدالرحمن غازی!"سامنے کھڑے شخص نے انھیں شہادت کی انگلی دکھا کر ٹوکا

"تمھیں نہ آج معافی ملے گی نہ کل۔۔تم غدار ہو۔۔میں تمھیں زندگی بھر کی سزا دیتا ہوں۔۔میں تمھاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا"عبدالرحمن غصے میں منہ سے زہر اگل رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور وہ فوراً کمرے سے باہر نکل گئے۔ پیچھے کھڑا شخص اپنا رخ موڑ کر دیوار کی جانب منہ کیے کھڑا ہو گیا۔ اس کی پشت اس دروازے کی جانب تھی جہاں سے عبدالرحمن باہر گئے تھے۔۔ اسے دکھ ہوا تھا شدید دکھ۔۔ وہ میز کے گرد پڑی کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر تک وہ یونہی خاموش بیٹھا رہا۔

"تم نے اچھا نہیں کیا۔۔ بچپن کی دوستی یوں نہیں توڑتے۔۔ تم میرے بھائی تھے۔۔ جگری یار تھے۔۔ میری دعا ہے کہ قسمت تمھیں میرے روبرو پھر سے لا کھڑا کرے اور بار بار کرے۔۔" اس نے میز پر پڑے قلم سے کاغذ پر نوٹ لکھا اور اسے لفافے میں ڈال دیا۔ اب وہ یہ خط عبدالرحمن کو بھیجنے والا تھا۔ وہ وہاں کھڑکی کے پار کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ شاید کچھ تھا جو وہ لینے آیا تھا مگر اندر نہیں آیا۔۔ عبدالرحمن غازی!

حال میں ان کی ایک سگریٹ ختم ہوئی اور انھوں نے میز پر پڑی ڈبی میں سے دوسری سگریٹ نکالی اور اسے سلگا کر ہونٹوں سے لگایا۔ ماضی کا دروازہ پھر کھلا۔۔ وقت پھر سے پیچھے پلٹا

"کون ہے وہ جسے تم میرے اوپر فوقیت دے رہے ہو"

غصے سے اپنے سامنے کھڑے بھوری آنکھوں اور وجیہہ شکل والے شخص کو جھڑکنے والے یہ عبدالرحمن ہی تھے۔ یہ ان کے گھر کا کمرہ تھا، فضا تب بھی زرد ہی تھی۔ یہ ان دنوں کی بات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہے جب ظفراللہ خان اور عبدالرحمن بھی سمیع اللہ اور عبداللہ کے ساتھ رہتے تھے۔۔ساتھ والے گھر میں مرمت کا کام جاری تھا۔۔

"بابا۔۔"کانپتی آواز۔وہ ان کے سامنے بازو باندھے سہم کر کھڑا تھا۔وہ جس کی آنکھیں شیخو سے ملتی تھیں۔

"میں نے پوچھا۔۔کون۔۔ہے وہ؟"وہ بلند آواز میں چلائے تھے۔کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ بھوری آنکھوں والے عبداللہ خان نے نظریں جھکالیں"بابا۔۔وہ۔۔جہاں آرا"

"جہاں آرا۔۔کون جہاں آرا؟"پتلیاں سکیڑ کر اسے دیکھا،غصہ ابھی بھی برابر تھا۔

"وہ۔۔کرنل۔۔وقار خان کی بیٹی"کانپتی آواز اور دھڑکتا بے اختیار دل۔ان کے ہاتھ کانپ رہے تھے

یہ کہنا تھا کہ ایک زوردار تھپڑ اس بھوری آنکھوں والے کے دائیں گال پر پڑا۔ایک لمحے کے لیے سب سن ہو گیا۔

"تم۔۔بے غیرت انسان۔۔تمھیں شرم نہیں آتی"

اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔یہ جوانی کا دور تھا۔یہ تئیس چوبیس برس کا عبداللہ خان تھا۔گال پر سرخ نشان چھپا ہوا تھا۔اس کی آنکھیں گلابی پڑ چکی تھیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بابا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔اس سے محبت کرتا ہوں"

اس نے روتے ہوئے ہچکی لی۔ نظریں ہنوز جھکی تھیں۔

"اس کا باپ ایک غدار ہے۔۔۔کیا اس نے تمھیں نہیں بتایا؟" وہ عین اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔عبداللہ ایک قدم پیچھے ہوئے۔

"بابا۔۔وہ ایسے نہیں ہیں" اس نے نظر اٹھا کر اپنے باپ کو دیکھا۔

ایک اور زوردار تھپڑ اس کے دوسرے گال پر رسید کیا گیا۔ان کی اجلی رنگت سرخ پڑ چکی تھی۔آنسو مزید بہنے لگے۔

"تم جانتے ہی کیا ہو ابھی۔۔بے وقوف بنا رہی ہے وہ تمھیں۔۔اپنی جھوٹی محبت کے جال میں پھانسا ہے اس نے تمھیں اور تم۔۔"

"بابا۔۔میں اس سے محبت کرتا ہوں۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا"

وہ بھوری آنکھوں والا روتے بلبلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"نہیں رہ سکتے تو مر جاؤ۔۔مگر میں اس کی بیٹی کو کسی صورت اپنے گھر میں جگہ نہیں دوں گا"

وہ باہر کی طرف بڑھنے لگے کہ عبداللہ خان ان کے پاؤں پکڑ کر زمین پر بیٹھ گئے۔اپنا تر چہرہ اوپر اٹھایا۔عبدالرحمن نے نیچے دیکھا۔۔ان کی گلابی آنکھیں اپنے باپ کی عقابی نگاہوں سے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ملیں،ان آنکھوں میں رحم یا ترس نام کی کوئی شے نہیں تھی۔۔وہاں انا تھی،غصہ تھا اور جہاں انا ہوتی ہے وہاں رحم کا قتل ہوتا ہے۔۔

"آپ کو اللہ کا واسطہ بابا۔۔ایسا نہ کریں۔۔میں مر جاؤں گا۔۔میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا"

عبداللہ اپنے باپ کا پاؤں پکڑے گڑگڑا رہا تھا۔

انھوں نے ایک دم اپنے پاؤں کو جھٹکا دیا،بیٹے کو پیچھے دھکیل دیا اور باہر نکل گئے۔

کمرے کے باہر خاموش کھڑے ظفراللہ خان سے مخاطب ہوئے۔۔ایک سنجیدہ نظر ان پر ڈالی

"دو دن کا وقت ہے تمھارے پاس۔۔اس پر سے محبت کا بھوت اتارو۔۔مجھے میرا بیٹا واپس چاہیئے"اور رکے نہیں آگے بڑھ گئے۔کمرے کی دہلیز پر کھڑے ظفراللہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھا جو کھڑکی سے باہر دیکھتا بار بار اپنے آنسو صاف کر رہا تھا۔اس کی گالوں پر ہاتھوں کے نشان چھپے تھے۔۔اسے عبداللہ پر رحم آیا تھا۔۔

اگلے کئی روز معاملہ ٹھیک رہا۔سب کچھ معمول کے مطابق ہوتا رہا پھر اچانک ایک رات عبداللہ گھر نہیں آئے۔عشاء کے بعد کا وقت تھا جب عبدالرحمن اپنے باقی دونوں بیٹوں کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ساتھ گھر کے صحن میں پریشان بیٹھے تھے۔وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھے، سر جھکائے آنکھیں بند کیے ناک کی ہڈی کو چٹکی میں بھرے مسل رہے تھے۔۔سامنے چارپائی پر سمیع اللہ بیٹھے تھے اور ظفراللہ پریشانی سے ادھر اُدھر چکر کاٹ رہے تھے

"تمھیں میں نے اس پر نظر رکھنے کو کہا تھا" یک دم آنکھیں کھولیں، سر اٹھایا اور کرسی پر بیٹھے عبدالرحمن نے سامنے کھڑے ظفراللہ خان سے پوچھا۔

"بابا۔۔سب کچھ ٹھیک تھا۔۔کچھ بھی غیر معمولی محسوس نہیں ہوا مجھے۔۔"

"وہ۔۔اس لڑکی سے نہیں ملا۔۔اس دن کے بعد؟" ابرو اٹھایا۔

اس پر انھوں نے سر جھکا لیا۔وہ ظفر کو گھور رہے تھے۔

خاموشی سی خاموشی تھی۔

"جواب دو۔۔۔کیا وہ جہاں آرا کو بھول گیا تھا؟" ان کی آواز بلند ہوئی۔

"بابا۔۔۔جہاں تک میری ذمہ داری ہے تو۔۔میرے ہوتے وہ اس سے نہیں ملا" وہ کچھ ہچکچائے تھے۔گھر میں خاموشی اور سناٹا تھا۔صرف ان کی آواز گونج رہی تھی۔

"اور تمھارے بعد؟" وہ کھڑے ہو گئے اور عین ان کے سر پر پہنچ کر بولے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب کہ وہ خاموش رہے۔۔عبدالرحمن دانت پیستے رہ گئے،وہ بھی پیچھے ہاتھ باندھے ادھر اُدھر چکر کاٹنے لگے

وہ اس وقت شدید غصے میں تھے۔گھنٹہ ڈیڑھ یونہی گزر گیا۔باپ اور بھائی بھابھی اس کا انتظار کرتے رہے۔

رات کے دس بجے کا وقت تھا۔دروازہ کھٹکا تو وہ سب چوکنا ہو گئے۔ایک دوسرے کو دیکھا، سب کے دل ایک ہی وقت میں دھڑکے تھے۔۔ظفراللہ خان نے بڑھ کر دروازہ کھولا۔

دروازہ کھلتے ہی عبداللہ خان اندر آئے اور پیچھے ایک لمبی سیاہ چادر میں لپٹا ہوا ایک نسوانی وجود تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کہاں رہ گئے تھے تم؟۔۔اور یہ کون ہے؟"پہلی نظر عبداللہ پر پڑی اور پھر ساتھ کھڑی چادر میں لپٹی عورت پر۔سوال کرنے والے ظفر تھے جن کے اپنے رنگ اڑے ہوئے تھے۔ان کا دل بے تحاشا کانپ رہا تھا

سب لوگ صحن میں جمع ہو گئے۔

"یہ کون ہے عبداللہ؟"سوال کرنے والی خالدہ بھابھی تھیں۔

وہ خاموش تھے۔وہ عورت ان کے دائیں کندھے کے پیچھے ذرا قریب ہو کر کھڑی تھی۔ اندھیرے میں اس عورت کا چہرہ واضح نہیں تھا۔۔ہاں البتہ کلائیوں کی چوڑیاں ذرا ذرا سی چمک رہی تھیں۔

عبدالرحمن آگے بڑھے اور ایک زوردار تھپڑ ان کے گال پر رسید کیا۔آنسو کا ایک قطرہ آنکھ سے نکل کر گال پر پھسلا مگر اف تک نہ کی۔

"بے غیرت۔۔نافرمان اولاد۔۔تم میرا مان تھے عبداللہ!۔۔میری مانوس اولاد۔۔تم نے مجھ پر اس عورت کو فوقیت دی۔۔میں لعنت بھیجتا ہوں تم پر۔۔"وہ پھر سے چلائے تھے۔

عورت نے عبداللہ کی کہنی تھام لی،کلائی میں موجود چوڑیوں نے ہلکی سی کھنک پیدا کی۔

سارے گھر والے جان گئے تھے کہ وہ عورت کون ہے۔۔

"بابا۔۔۔"وہ کچھ بولنے لگے تھے کہ عبدالرحمن نے ہاتھ اٹھا کر منع کر دیا۔

"بس!۔۔تم جہاں چاہو جا سکتے ہو۔۔میرے گھر میں تمھارے لیے کوئی جگہ نہیں"ایک گرج دار آواز تھی۔فیصلے کا دن تھا۔

"میں نے نکاح کیا ہے بابا۔۔کوئی گناہ نہیں!"وہ آگے بڑھ کر بولے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔۔تم جہاں چاہو اس عورت کے ساتھ رہ سکتے ہو" وہ اپنا رخ موڑ کر کھڑے ہو گئے۔عبداللہ کی طرف اب ان کی پشت تھی۔

"بابا ایسا نہ کریں۔۔۔وہ بیٹا ہے آپ کا" ظفر سفارش کے لیے آگے بڑھے تھے۔

"ٹھیک ہے۔۔اسے کہو اس عورت کو طلاق دے اور اس گھر میں رہ لے"

ایک لمحے کو حیران ہو کر اس نے اپنے باپ کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے۔۔میں چلا جاتا ہوں۔۔آپ کو آپ کا گھر مبارک!" وہ خاندانی انا جوان کی وراثت تھی۔خون میں دوڑتی تھی اور رشتے کھا جاتی تھی۔۔آج بھی ایک رشتہ اس انا کی بھینٹ چڑھا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور عبداللہ خان نے جہاں آرا کا ہاتھ پکڑا اور چل دیے۔

"بابا۔۔اسے روکیے!" ظفر اللہ التجا کرتے عبدالرحمن کی طرف بڑھے تھے

"جانے دو اسے ظفر۔۔نادان ہے وہ۔۔محبت سے دل بھرتے ہیں پیٹ نہیں!"

اور پھر وہ اندر چلے گئے۔صحن میں عجیب سناٹا تھا،سوگ کا ماحول تھا

ہفتے گزرے اور پھر مہینے، تین سال ہو گئے مگر عبداللہ گھر نہیں لوٹے۔انھوں نے فوج کی نوکری بھی چھوڑ دی۔پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اب سرکاری نوکری کرتے ہیں۔ایک گورنمنٹ سکول میں استاد ہیں۔گھر میں کسی نے ان کا نام تک نہیں لیا یوں جیسے کوئی آندھی آئی تھی اور عبداللہ خان کو اڑا لے گئی۔اس رات سخت طوفان آیا اور بارش ہوتی رہی۔موسم خاصا خراب تھا۔سب گھر والے سو رہے تھے۔سوائے ظفراللہ خان کے جو کہ کافی پریشانی کے عالم میں کروٹیں بدل رہے تھے۔

"کیا بات ہے؟۔۔آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟"سمیرا نے کمرے میں دیا جلاتے ان سے پوچھا تھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا جی گھبرا رہا ہے"وہ جو بستر پر لیٹے تھے اٹھ بیٹھے۔

"خیریت..؟"سمیرا ان کے پاس جا بیٹھیں۔

"وہ۔۔۔تم وعدہ کرو۔۔بابا کو نہیں بتاؤ گی"وہ گھبرائے ہوئے لگ رہے تھے۔ماتھے پر پسینہ تھا

انھوں نے سمیرا کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔

"ہاں۔۔مگر ہوا کیا ہے؟"وہ بھی پریشان ہو گئیں

"وہ۔۔۔عبداللہ آنے والا ہے" دھڑکتے دل اور ٹھنڈے پڑتے وجود سے بولے تھے

"کیا؟۔۔کب۔۔؟" انھیں لگا غلط سنا ہے

اسی وقت باہر کا دروازہ بجا۔

"وہ۔۔۔میں نے کہا تھا نا عبداللہ آنے والا ہے۔۔وہ آ گیا" اور وہ اٹھ کر باہر گئے۔بارش برس رہی تھی۔دروازہ کھولا اور سامنے سیاہ چادر میں ایک مرد اندر آیا۔باہر کا دروازہ بند کیا اور جلدی جلدی اندر کو بھاگے۔بادل گرجا،روشنی نے آسمان سے زمین تک سفر کیا اور بارش مزید تیز ہونے لگی۔

اندر سمیرا تھیں۔کمرہ نیم روشن تھا۔عبداللہ خان نے اپنی چادر ہٹائی،ان کے بازوؤں میں ایک چھوٹا بچہ تھا۔۔بچہ آنکھیں کھولے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ننھا وجود خاموش سا تھا، گھبرایا ہوا

"یہ کون ہے؟" سوال حیرانی سے پوچھتی سمیرا تھیں۔

"یہ" ایک نظر اس بچے کو دیکھا جس کی معصومیت پر انھیں بے پناہ رحم اور پیار بیک وقت آیا

"میرا بیٹا ہے بھابھی۔۔۔شیراز خان"

بھوری آنکھوں والا بچہ ابھی بھی اپنے باپ کے بازوؤں میں پڑا خاموش تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جہاں آرا کہاں ہے؟" سمیرا نے پہلے بچے کو دیکھا پھر عبداللہ کو۔

اگلا سوال کسی چاقو کی طرح انھیں لگا۔ نم آنکھیں لیے انھوں نے پہلے سمیرا کو اور پھر اپنے بیٹے کو دیکھا۔

"وہ چلی گئی۔۔اب کبھی نہیں آئے گی" ان کی آواز نم تھی۔بچے نے اپنا ننھا انگوٹھا منہ میں ڈالا تھا۔

"ہا۔۔" سمیرا نے دکھ اور شاک نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

اسی وقت کمرے کے دروازے پر کوئی رعب دار آواز گونجی "کیوں آئے ہو؟"

وہ عبدالرحمن غازی تھے۔اندھیرے میں ان کا وجود ایک سیاہ ہیولے جیسا محسوس ہو رہا تھا۔

"بابا۔۔۔" ظفراللہ خان نے کچھ بولنا چاہا۔

"تم میرے لیے مر گئے ہو۔۔اپنی گود میں اولاد آئی ہے تو اب تمھیں پتہ چلے گا کہ اولاد کا دکھ کیا ہوتا ہے۔۔میرے گھر میں تمھارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے" وہ آج بھی اپنی ضد پر اڑے تھے۔وہ آج بھی انا کا بت تھے۔

"بابا ایسا نہ کریں۔۔۔وہ بن ماں کا تین دن کا بچہ ہے" ظفر بار بار اپنے بھائی کی حمایت کر رہے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انھوں نے گردن موڑ کر ایک نظر ظفراللہ خان کو دیکھا۔

بچہ رونے لگا اور اس کی آواز سناٹے میں گونج رہی تھی۔ عبدالرحمن نے ایک نظر عبداللہ کو دیکھا جو اپنے بازوؤں میں اٹھائے بچے پر جھکے تھے، انھوں نے کچھ نہیں کہا اور واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔

عبداللہ خان کو گھر آئے ایک ہفتے سے زیادہ وقت ہو چکا تھا۔ بچہ سارا دن سمیرا کے پاس رہتا تھا۔ اس وقت ابراہیم بہت چھوٹا تھا۔ چھوٹا ابراہیم چھوٹے سے شیراز کے ساتھ کھیلتا اور اسے بھائیوں کی طرح پیار کرتا تھا۔ عبدالرحمن اور عبداللہ کے درمیان ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ایک رات انھوں نے عبداللہ کو اپنے کمرے میں بلایا۔

"تم نے اپنا مان اپنا مقام کھو دیا تھا۔۔ اب جب کہ تمھاری محبت مر چکی تو تمھیں باپ یاد آ گیا"

وہ اپنے سامنے کھڑے سر جھکائے عبداللہ کو گھور رہے تھے۔

وہ نظریں جھکائے کھڑے رہے۔ وہ پہلے سے کمزور ہو چکے تھے۔ کنپٹی کے بال ہلکے ہلکے سفید تھے۔ بھوری آنکھوں میں البتہ زمانے بھر کا دکھ تھا۔

وہ خاموش رہے۔

"کل تمھارا نکاح ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انھوں نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا۔شاک کے عالم میں اپنے باپ کو دیکھا۔

"عصر کے بعد تمھارا نکاح ہے۔۔فضل الٰہی کی بیٹی سے۔۔تیار رہنا"انھوں نے ایک فیصلہ سنایا تھا

وہ پھر بھی کچھ نہیں بولے۔

اپنے بیٹے کے قریب گئے اور اس کی جھکی گردن کو گھورا"کیا چاہا تھا میں نے۔۔اور اس عورت کی محبت نے تمھیں کیا بنا دیا"

اب کہ انھوں نے سر اٹھایا اور ان کی گُلابی آنکھیں نم تھیں"میں کتابیں پڑھتا تھا بابا۔۔قصے کہانیوں میں پڑھتا تھا کہ انا محبت سے جیت جاتی ہے۔۔۔مگر میں نے خود دیکھا ہے کہ انا نہ رشتہ دیکھتی ہے نہ محبت۔۔وہ اپنی بھوک مٹاتی ہے اور سربلند رہتی ہے۔۔۔مرتی تو محبت ہے۔۔۔چاہے اولاد کی ہو یا جائیداد کی!"یہ غصہ نہیں تھا،انا نہیں تھی بس ان کے دل کی آواز تھی۔

اور وہ فوراً کمرے سے نکل گئے۔

اگلے دن عصر کے بعد نکاح تھا۔۔قصے کہانیوں میں پڑھتے ہیں کہ سوتیلی ماں ماں نہیں ہوتی، کوئی جادو گرنی یا ظالم عورت ہوتی ہے لیکن انسان کے ظرف پہ منحصر ہے کہ وہ رشتوں کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تقدس کو کس قدر بحال رکھتا ہے۔۔آسیہ کا تعلق ایک اعلیٰ ظرف گھرانے سے تھا وہ بیوی بنتی یا نکاح کے بعد "ماں" وہ ہر رشتہ بخوبی نبھاتی۔۔انھیں اپنے بیٹے کے لیے ایک اچھی ماں لانی تھی۔۔اور وہ جانتے تھے کہ آسیہ فضل الٰہی ایک اچھی ماں ثابت ہو گی۔

"""دادا!

ایک جانی پہچانی آواز انھیں حال میں واپس لے آئی۔ماضی کا دروازہ بند ہو چکا تھا

اس نے کرسی پر بیٹھے اپنے دادا کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے اور ان کے سر سے سر جوڑ کر بولا "آپ سوئے نہیں ابھی؟"ان کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر گھاس پر پھینکی اور اسے اپنے جوتے تلے مسل دیا۔

"تم کیوں نہیں سوئے؟"سارا غصہ ناراضگی سب غائب ہو چکا تھا۔

"کیونکہ آپ نہیں سوئے"کچھ دیر پہلے کیا ہوا تھا دونوں بھول گئے تھے۔

وہ خاموش رہے کوئی جواب نہ دیا۔

ابراہیم ان کے سامنے آ کھڑا ہوا اور پھر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا۔اپنے دادا کے بائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیے نرمی سے مسکرایا اور بولا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آزاد کیوں نہیں کرتے خود کو؟" وہ ان کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔

"میں اس قید کا عادی ہوں" وہ ابھی تک سنجیدہ تھے۔اپنے گھٹنوں میں بیٹھے لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔لڑکے نے ایک تھکی ہوئی سانس خارج کی

پھر مسکرایا اور کھڑا ہوا۔اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا" چلیں اٹھیں اب اندر چلیں۔۔رات بہت ہو گئی ہے۔۔سو جائیں"

انھوں نے نظریں اٹھا کر سامنے کھڑے ابراہیم کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ میں دیا۔اب وہ دونوں اندر کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"اماں شیخو کہاں ہے؟" وہ سکول سے آئی اور دوپہر کا کھانا کھایا۔اب کہ آسیہ بیگم کے پاس بیٹھی تھی جو کہ تخت پوش پر بیٹھیں قرآن پڑھ رہی تھیں۔عصر کا وقت ہونے والا تھا، جمی اس کے قدموں میں کبھی ادھر تو کبھی اُدھر ہو رہا تھا

"پتہ نہیں۔۔۔ادھر ہی ہو گا۔۔کمرے میں دیکھا تم نے؟" انھوں نے ایک صفحہ پلٹایا اور اسے دیکھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہوں۔۔وہاں نہیں ہے" وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے،اوپر والی ٹانگ کا پاؤں مسلسل ہلا رہی تھی جیسے عادت ہو۔۔کچھ پل بیتے اور آسیہ بیگم کچھ یاد آنے پر بولیں

"مجھے یاد آیا۔۔ صبح سٹور میں وہ چھوٹی ڈبیاں ڈھونڈ رہا تھا۔۔وہ جو اکثر رنگ کرتا ہے نا اس کی۔۔"انھوں نے ساتھ ہی دوپٹہ کان کے پیچھے اڑسا

"اچھا۔۔مجھے پتہ چل گیا وہ کہاں ہے" ذرا سا جھک کر جمی کی کمر کو سہلایا اور فوراً بھاگ گئی۔

"ارے واہ۔۔۔ کتنی پیاری تصویر بناتے ہو نا تم!" وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی وہ گھر کی پچھلی طرف تھا جہاں پر جا بجا بہت سے رنگ برنگے گملے تھے۔یہ ایک باریک سی گلی تھی جو کہ سامنے والے کمرے میں داخل ہونے پر دوسرے دروازے سے کھلتی تھی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہاں پرانا، خراب اور ناکارہ سامان پڑا ہوا تھا۔ایک جگہ پر ٹوٹی کرسی، پھٹا ہوا چھوٹا صوفہ، ٹوٹے ہوئے گملے، سوکھے رنگوں کی بالٹیاں،ایک ٹوٹی چارپائی دیوار سے لگی ہوئی اور دیوار کے ساتھ لگی ایک ٹوٹی پرانی سائیکل تھی۔بہت سی پھولوں سے بھری چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں دیواروں پر لگی تھیں جن میں پڑے پھول مرجھا چکے تھے۔ایک ایزل کے سامنے کھڑا کینوس پر وہ ایک تصویر بنا رہا تھا۔بہت سے رنگ اس کے ہاتھوں اور ہلکے نیلے کپڑوں کی

زینت بن چکے تھے۔چہرے پر ازلی معصومیت اور بکھرے گھنگریالے بال لیے اس نے مڑ کر حوا کو دیکھا اور پھر گردن دوبارہ کینوس کی طرف موڑ لی۔

"مجھے بھی سکھاؤ شیخو" وہ آگے بڑھی اور اس کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔

اس نے شام کا ایک منظر پینٹ کیا تھا۔درمیان میں ایک بڑا سا بوڑھا برگد کا پیڑ،اس کے ساتھ ایک جھونپڑی،سامنے سنہرے کھیت،ایک طرف ٹیوب ویل سے بہتا پانی اور آسمان پیلا نارنجی تھا جس پر پرندے اڑتے گھروں کو جا رہے تھے۔یہ اس کا اپنا گاؤں تھا۔۔یہ قصور کا ایک خوبصورت سا گاؤں تھا جسے شیخو نے کینوس پر اتارا تھا۔۔تصویر دیکھنے والا یہی کہے گا کہ یہ ایک ماہر مصور کے ہاتھوں کا شاہکار ہے۔۔

"مم۔۔میں ابھی مم۔۔مصروف ہوں" وہ کینوس پر ہلکے نیلے رنگ کو نارنجی اور پیلے رنگ کے ساتھ ہلکا ہلکا سا ملا کر شام کو ایک نیا رنگ،ایک نیا تاثر دے رہا تھا

اس نے منہ بنا لیا۔

"اب تم مجھے ایسے کہو گے"

اس نے جا بجا اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سکھادوں گا مم۔۔میری ماں "ایک نظر ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھا جو ابھی تک پینٹنگ کو گھور رہی تھی۔اس نے شیخو کو دیکھا اور مسکرادی

اس نے بائیں ہاتھ میں پیلٹ پکڑ رکھی تھی جس پر تھوڑے تھوڑے کئی رنگ لگے ہوئے تھے۔۔وہ دوبارہ رنگ میں برش ڈال کر اسے کینوس پر بھرنے لگا۔

اس نے بایاں ہاتھ کمر پر رکھا،دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کا ناخن دانتوں میں لیے بولی

"""تم یہ کیسے کر لیتے ہو شیخو؟

"بس ہو جج۔۔جاتا ہے "وہ مسکرایا تھا،ایک نظر حوا کو دیکھا۔۔پھر دوبارہ کینوس کی طرف متوجہ ہوا

"""تم بہت آگے جاؤ گے شیخو

اس کے چلتے ہاتھ رکے اور ایک خفا سی نظر اس پر ڈالی "میں ایسے ہی ٹٹ۔۔ٹھیک ہوں۔۔زیادہ آگے جج۔۔جاؤں گا تو پپ۔۔۔پیچھے آنا بھول جاؤں گا "ہاتھ میں برش پکڑے وہ ساتھ ساتھ پینٹ کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ بہن سے باتیں کر رہا تھا۔

"اچھا چلو۔۔۔جلدی ختم کرو۔۔پھر چائے پیتے ہیں دونوں ساتھ "

وہ پچھلی دیوار کے ساتھ لگی ٹوٹی سائیکل کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

رات کو عشاء کی نماز کے بعد وہ حوا سے ملنے چلے گئے۔وہ سو چکی تو وہ تھوڑی دیر چھت پر کھڑے چاند دیکھتے رہے۔سیڑھیاں اترتے وقت انھیں سینے میں کچھ درد محسوس ہوا۔پھر سانس لینے میں دشواری ہوئی اور سینے پر ہاتھ ملتے وہ کھانسنے لگے۔کھانسی شدید ہو گئی اتنی شدید کہ سانس بھی نہیں لیا جا رہا تھا۔ایک ہاتھ سینے پر رکھے دوسرا دیوار سے لگائے وہ دیوار کا سہارا لیے جھکے ہوئے مسلسل کھانس رہے تھے۔آسیہ بیگم نے سنا تو وہ بھاگی بھاگی کمرے سے باہر نکلیں۔ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے وہ ان کے ساتھ کھڑی تھیں۔وہ آخری دو زینوں پر تھے۔

"ارے کیا ہو گیا آپ کو۔۔ابھی تو ٹھیک تھے" وہ ان کی کمر سہلاتے ہوئے بولیں۔ان کے چہرے کا رنگ سرخ پڑ چکا تھا۔سانس لینا محال تھا۔۔ایسے جیسے پھیپھڑے باہر آنے کو ہوں کچھ دیر بعد سانس بحال ہوئی اور وہ لمبی لمبی سانسیں لیتے سیڑھیوں پر ہی بیٹھ گئے۔آسیہ بیگم نے پانی دیا مگر انھوں نے ہاتھ سے پیچھے کر دیا۔اب ان کی حالت کچھ ٹھیک تھی۔سانس بحال ہوئی۔درد کی شدت میں کمی واقع ہوئی۔۔ہوا کا جھونکا انھیں چھو کر گزرا تو کچھ بہتر محسوس ہوا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے کچھ دیر اکیلا رہنے دو" وہ دھیمی آواز میں بولے تھے، ان کا سر جھکا ہوا تھا۔ ہاتھ میں پانی کا گلاس پکڑے ان کے ساتھ کھڑیں آسیہ بیگم چند لمحے انھیں دیکھتی رہیں، جب وہ ٹھیک ہو گئے تو وہ وہاں سے چلی گئیں۔ وہ اب پر سکون تھے

عصر کے بعد وہ گھر واپس آ رہا تھا۔ اپنی موج میں مگن سر جھکائے سنسان گلی کے کنارے چلتا ہوا۔ سڑک اوپر جاتے جاتے ڈھلوان دار ہوتی جا رہی تھی۔ نیچے نشیب سے اوپر فراز تک بڑھ رہا تھا۔ سڑک کے کنارے درخت تھے۔ ایک سنہری شام تھی اور اس نے پورے بازو اور گول گلے والی ہلکی نیلی شرٹ اور نیچے گہری نیلی پینٹ پہن رکھی تھی۔ سیاہ بال بکھرے ہوئے۔ وہ گھر کے قریب ہی تھا جب اسے کسی کے درد سے کراہنے کی آواز آئی۔

"آہ! میرا پاؤں۔۔۔ آہ!"

کسی لڑکے کی آواز تھی۔ اس نے جلدی سے ادھر اُدھر دیکھا تو بائیں جانب لگے درختوں کے پیچھے سے آواز آ رہی تھی۔ وہ اس طرف گیا وہاں اس کا ہم عمر لڑکا اپنا بایاں پاؤں پکڑے ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا کراہ رہا تھا۔ پاس ہی اس کی سائیکل بھی پڑی تھی بلکہ گری ہوئی تھی۔ وہ اس کے قریب جھکا۔

"تم ٹھیک ہو؟"لڑکے کی آنکھوں میں جھانکا۔

ابراہیم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"آہ! نظر نہیں آتا چوٹ لگی ہے"وہ اپنا پاؤں پکڑ کر بیٹھا تھا،جوتا ایک طرف تھا

اس نے اس کے پاؤں کو چھونا چاہا مگر اس نے ہاتھ نہیں لگانے دیا۔

"ہاتھ مت لگاؤ لڑکے۔۔درد ہوتا ہے"اس کی آواز ذرا سی زخمی تھی

"ہاں مگر میں کیسے دیکھوں گا کہ تمھیں کیا ہوا ہے؟"وہ پنجوں کے بل اس کے سامنے بیٹھا تھا

"میرا پیر ٹوٹ گیا ہے"دکھی لہجے میں بولا۔

"کیسے؟۔۔تم کہیں گرے ہو کیا؟"ابرو اٹھایا

"ابھی ایک گاڑی والا گزرا تھا۔۔مجھے گرا کر چلا گیا"اس نے سر جھٹکا

اس نے بھنویں اچکائیں"اور وہ تمھیں چھوڑ کر چلا گیا"

"ہاں"بھنویں بھینچیں پریشانی سے اس نے اپنے سامنے بیٹھے لڑکے کو دیکھا

"وہ کہاں گیا؟"

"تم پولیس والے ہو کیا۔۔مدد کرنے آئے ہو یا تفتیش؟"وہ جھنجھلا گیا

"چلو اٹھو شاباش!"ابراہیم نے ہاتھ آگے بڑھایا اور کھڑا ہوا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میری مدد کرو۔۔میں ایسے کیسے کھڑا ہو سکتا ہوں" ایک ہاتھ پاؤں پر تھا اور دوسرا ان پر اور وہ گردن اٹھا کر سامنے کھڑے ابراہیم کو دیکھ رہا تھا

"ہوں۔۔۔ٹھیک ہے میں تمھاری سائیکل لے کر جا رہا ہوں" بے پرواہی سے شانے اچکائے۔

اس نے اس کی گری ہوئی سائیکل کھڑی کی۔

"نہیں۔۔تم ایسا نہیں کر سکتے۔۔تم ایک زخمی کے ساتھ ایسے نہیں کر سکتے" وہ اونچی آواز میں اپنا درد بھلا کر چیخا۔

"میں کر سکتا ہوں" اور وہ سائیکل پہ سوار ہوا اور پیڈل ہلائے۔پہیے ہلے اور وہ تھوڑا آگے چلا گیا۔

"رک جاؤ لڑکے!" وہ یک دم کھڑا ہوا، جوتا پہنا

پیچھے سے بھاگتے ہوئے لڑکے نے اسے پکارا تو اس نے گردن موڑی اور واپس سائیکل موڑ کر اس کی جانب لے آیا۔

وہ وہیں رک گیا۔ابراہیم اس کے پاس آیا اور سائیکل سے اترا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم تو ٹھیک ہو۔۔۔زخمی لڑکے!"اس نے ابرو سے اس کے پاؤں کی طرف اشارہ کیا، طنزیہ لہجے میں مسکراہٹ دبائے بولا۔

اس نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی۔

"تم جا سکتے ہو"اور اس نے اپنی سائیکل ابراہیم سے لے لی۔

"مگر۔۔تم اچھے اداکار نہیں ہو"ابراہیم سینے پر بازو باندھے کھڑا تھا۔

"مگر۔۔تم اچھے انسان ہو۔۔اور مجھے اس وقت بھوک لگی ہے"وہ بے پرواہ سا تھا۔کچھ تھا اس میں جو اسے بے پرواہ بنا رہا تھا

"تو؟"ابراہیم نے کندھے اچکائے۔

"کھانا کھلا دو بھائی!۔۔بھوک لگی ہے پیسے نہیں ہیں"وہ جیسے بے زار آیا ہوا تھا

"تو یہ سب اس لیے تھا"ایک بار پھر ابراہیم نے ابرو سے اس کے پاؤں کی طرف ابرو سے اشارہ کیا

"ہاں!"اس نے بے زار لہجے میں جواب دیا۔آنکھوں کی پتلیاں گول گھمائیں

"چلو آؤ تمھیں کھانا کھلاتا ہوں"اس نے اس لڑکے کا کندھا تھپتھپایا۔

اس کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم سچ کہہ رہے ہو نا۔۔ جھوٹ تو نہیں بول رہے؟" وہ پر جوش ہوا تھا

"نہیں۔۔۔ میں تم جیسا نہیں ہوں" اب وہ دونوں گلی کے کنارے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ لڑکا اپنی سائیکل کے ہینڈل کو پکڑے اپنے ساتھ گھسیٹ رہا تھا۔

ایک چھوٹے ہوٹل میں کافی گہما گہمی تھی۔ ہوٹل نہ زیادہ بڑا تھا نہ زیادہ چھوٹا۔ ایک چھوٹے چوکور نما میز کے گرد آمنے سامنے کرسیوں پر وہ دونوں بیٹھے تھے۔ وہ بڑے مزے سے دال چاول کھائے جا رہا تھا۔ ہاتھ میں پلیٹ پکڑے چمچ چاولوں سے بھر کر منہ میں ڈالتے، نظریں صرف اپنے کھانے پر مرکوز۔

ابراہیم سامنے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھا ٹانگ پر ٹانگ جمائے اسے دیکھے جا رہا تھا۔ بلکہ گھور رہا تھا "آرام سے کھاؤ۔۔ میں تمھارا کھانا لے کر بھاگنے نہیں والا" اس نے سینے پر بازو لپیٹے

"تم ٹھیک کہتے ہو۔۔۔ مجھ سے کوئی بھاگ نہیں سکتا" پانی کا گلاس منہ کو لگایا

وہ خاموش رہا "ویسے پیسے تم دے رہے ہو۔۔ میں بس کھانا کھانے آیا تھا" کھاتے ہوئے لڑکے کو پیسے کا خیال آیا

ابراہیم آگے کو ہوا، میز پر کہنی رکھی اور اس کی آنکھوں میں جھانکا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"غلط۔۔تم نے کہا تھا کھانا کھلا دو۔۔میں نے کھلا دیا پیسوں کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی" وہ پیچھے کو ہوا

گلاس منہ سے لگائے پانی پیتے اسے غوطہ لگا۔وہ اٹھ کھڑا ہوا اور بھاگنے کو تیار تھا۔ابراہیم پُر سکون بیٹھا اس کی اڑتی رنگت دیکھ رہا تھا۔

ابراہیم نے گردن موڑ کر بیرے کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا اور پھر اسے پیسے دیے پھر کھڑا ہوا

"بھاگنا ہے۔۔بھاگ جاؤ" اس نے شانے اچکائے اور کرسی اور میز کے درمیان سے نکل کر آگے کو چل دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اس کے پیچھے لپکا۔

"نہیں یار!۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔پچھلی بار میں ایک بندے کے ساتھ کھانا کھانے گیا تھا۔۔کھانا اس نے مجھے کھلایا اور پیسے بھی مجھے ہی دینے پڑے" وہ ساتھ چلتے باہر نکل آئے۔

"پھر۔۔تم نے دیے؟" ابرو اٹھایا

"تمھیں کیا لگتا ہے؟" وہ مسکرایا تھا

"تو کیا تم بھاگ گئے؟" ابراہیم کا اگلا سوال

"ہاں۔۔پیسے دے کر بھاگا تھا"

"اوہ۔۔یقین نہیں آتا"ابراہیم نے سر نفی میں ہلایا

"کیا تم مجھے غریب سمجھتے ہو؟"اس نے بائیں ہاتھ سے سر کی ہشت کھجائی

"نہیں۔۔میں تمھیں کنجوس اور ڈرامے باز سمجھتا ہوں"

لڑکا ہنس دیا"قسم سے۔۔اس دن بھی میرے پاس پیسے نہیں تھے"اس نے ابراہیم کے کان کے قریب جا کر سرگوشی کی"مالک کے پیسے مالک کو ہی دیے تھے"

ابراہیم نے اسے گھورا تو اس نے اپنی دائیں آنکھ دبائی۔

سیاہ آنکھوں والا بس نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

لڑکے نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"تمھارا شکریہ۔۔تم نے مجھے کھانا کھلایا"سائیکل دیوار کے ساتھ لگی چند قدم کے فاصلے پر تھی

"کوئی بات نہیں۔۔میں ایسی نیکیاں کرتا رہتا ہوں"لاپرواہی سے شانے اچکائے

"یہ۔۔آخری بات کیا تھی۔۔تعریف؟۔۔وہ بھی اپنی۔۔خود ہی۔۔مجھے تم ایسے نہیں لگے تھے"لڑکے نے ابراہیم کو پتلیاں سکیڑ کر دیکھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مسکرایا" لگنے اور ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے "لڑکے نے سر ہلایا

"ٹھیک ہے! میں چلتا ہوں۔۔ تم اپنا خیال رکھنا" وہ جانے کو تیار تھا

ابراہیم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس خوبصورت نوجوان کو سب قیس کہتے ہیں" اس نے دایاں ہاتھ سینے پر رکھا اور ذرا سا آگے کو جھکا۔

"اور اس کھانا کھلانے والے کو ابراہیم"

اس نے بھی اس کی نقل اتاری جس پر وہ دونوں ہنس پڑے۔ وہ دیوار کے ساتھ لگی سائیکل کو کھینچ کر لایا اور اس پر سوار ہوتا نکل گیا۔ ابراہیم اسے دور جاتا دیکھتا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ صبح کافی روشن تھی۔ آٹھ بجے ہی یوں لگ رہا تھا جیسے گیارہ بارہ بج گئے ہوں۔ اس وقت وہ دونوں حوا کے کمرے میں موجود تھے۔۔ مل کر کمرے کی صفائی کر رہے تھے

"تم صفائی کک۔۔ کیوں نہیں کرتی جج۔۔ جگنو؟" شیخو کے ہاتھ میں کپڑا تھا جس سے وہ صوفے کو جھاڑ کر اچھے سے صاف کر رہا تھا

"کیونکہ امی کر دیتی ہیں" وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے دھلے ہوئے کپڑے تہہ کر رہی تھی۔

"اپنا کک۔۔کام خود کیا کک۔۔کرو"

"خود ہی کر رہی ہوں" سر جھکائے مصروف سی بولی تھی

اتنی دیر میں جمی شینخو کے پاؤں کے پاس آکر میاؤں میاؤں کرنے لگا۔پھر اپنی کمر اس کے پاؤں کے ساتھ لگا کر سہلانے لگا۔وہ پیچھے ہٹ گیا۔ہاتھ میں کپڑا پکڑے وہ بے زار لہجے میں بولا "یار! یہ اپنا بب۔۔بلا سنبھالو"

"کیوں؟۔۔تمھیں کیا کہہ رہا ہے؟" وہ کھڑی ہو گئی، کمر پر ہاتھ رکھے بولی

"پتہ نہیں کک۔۔کیا عجیب عجیب حرکتیں کک۔۔کرتا ہے" ہاتھ میں پکڑا کپڑا جھاڑ کر کھڑکی کی طرف بڑھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اسے تم اچھے لگتے ہو شینخو" وہ شرارتی لہجے میں بولی، ساتھ نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی۔۔جمی پھر شینخو کے پیچھے آگیا

"مم۔۔مجھے یہ اچھا نن۔۔نہیں لگتا" اور اس نے پاؤں سے جمی کو پیچھے کیا۔

"اف! تم بھی نا" اور اس نے اسے پکڑ لیا اور اس کی کمر سہلاتے ہوئے اسے صوفے پر اسے بٹھا کر خود تہہ کیے ہوئے کپڑے اٹھائے۔۔ابھی اس نے الماری کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ اندر سے بہت سے کپڑے باہر گرے

کھڑکی سے باہر جھانکتے شیخو نے ایک نظر مڑ کر اسے دیکھا جو کمر پر ہاتھ باندھے نظریں جھکائے کپڑے دیکھ رہی تھی۔۔ایک سانس خارج کر کے اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔وہ اب جھک کر کپڑے اٹھا رہی تھی جب شیخو بیڈ پر بیٹھا اور پاس پڑی چھوٹی میز سے کاپی پکڑی اور اوپر قلم رگڑ کر کچھ لکھا، پھر اٹھا اور کاپی حوا کو دی۔۔خود جھک کر کپڑے تہہ کرنے لگا۔۔حوا کھڑی صفحے پر لکھی تحریر پڑھ رہی تھی

"جس لڑکی کو اپنے کپڑے سمیٹنے آتے ہیں اسے سب آتا ہے، وہ کل کو اپنا گھر بھی سمیٹ لے گی اور زندگی بھی۔۔جس لڑکی کو صرف کتابیں چاٹنی آتی ہیں کل کو وہ کتابوں سے گھر بنا پائے گی نہ گھر سنوار پائے گی"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صفحے پر لکھی تحریر پڑھ کر حوا مسکرائی، کاپی بیڈ کی طرف اچھالی اور شیخو کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی، پھر معصوم شکل بنا کر بولی "لیکن شیخو مجھے تو کتابیں بھی چاٹنی نہیں آتیں"

شیخو نے ایک نظر اسے دیکھا، اس کے سر پر ایک چپت رسید کی اور وہ ہنس دی۔

کچھ پل بیتے اور وہ کھڑا ہوا، ایک تھکی تھکی سانس خارج کی اور کمر پر دونوں ہاتھ باندھ لیے۔۔

اب کپڑوں کا پہاڑ کم ہو گیا تھا

"مم۔۔مجھے بھوک لگ رہی ہے جج۔۔ جگنو!۔۔ چلو بس بب۔۔بہت ہوا اب ناشتہ کرنے چچ۔۔چلتے ہیں"

وہ کمرے کے کھلے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔۔اب الماری میں کافی سکون تھا

"ہاں جی چلیں۔۔مجھے بھی بھوک لگی ہے" سر ہلا کر باہر نکلی

نیچے جاتے ہی صحن میں لگے نلکے سے ہاتھ منہ دھوئے اور چارپائی پر بیٹھ گئے۔اتوار کو بی جان انھیں ناشتہ بنا کر دیتی تھیں سوا بھی وہ چولہے کے آگے ہی بیٹھی تھیں۔

"چائے پیو گے دونوں؟" توے پر روٹی ڈال کر انھوں نے گردن موڑ کر حوا اور شیخو کو دیکھا۔

"نہیں گرمی بہت ہے" وہ چارپائی پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھی تھی، مسلسل ایک ٹانگ ہلاتی ہوئی شیخو سر جھکائے پاؤں میں پہنا جوتا فرش پر مسلسل رگڑ رہا تھا۔

"نہیں بی جان۔۔یہ کیوں پیئں گے چائے۔۔ان کا رنگ کالا نہ ہو جائے" دائیں طرف چارپائی پر بیٹھی اقصیٰ نے لقمہ دیا اور پھر چائے کی چسکی لی۔

"ہاں اقصیٰ باجی! آپ بھی نہ پیا کریں۔۔رنگ کالا ہو جائے تو رشتے بھی نہیں آتے" حوا نے بھی اسی کے لہجے میں اسے جواب دیا۔

اس کے تو تن بدن میں آگ لگ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اے لڑکی! زبان سنبھال کے بات کر" وہ تپے لہجے میں غصے سے بولی۔

شیخو نے اقصیٰ کو گھور کر دیکھا۔

"میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔۔آپ ہی نے بات شروع کی تھی" اس نے کندھے اچکائے۔

شور سن کر خالدہ بھابھی باہر آ گئیں۔

"کیا شور مچایا ہوا ہے تم لوگوں نے؟" وہ حوا سے مخاطب تھیں۔

"آپ کی بیٹی نے مچایا ہے" ویسی ہی بے پرواہ رہی۔

"جھوٹی۔۔مکار کہیں کی" اقصیٰ اٹھی، چائے کا کپ چارپائی کے نیچے رکھا، اس کی طرف بڑھی مگر شیخو اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔وہ رک گئی۔شیخو نے انگلی سے پیچھے جانے کا اشارہ کیا۔اپنی مُٹھی دبائے ضبط کیے وہ پیچھے مڑ گئی۔

"تم دونوں کو تو دیکھ لوں گی میں" اور وہ پیر پٹخ کر کمرے میں چلی گئی۔

خالدہ تائی بس تماشا دیکھنے آئی تھیں۔حوا پر چلانے کو کوئی لفظ نہیں ملا تو منہ بسورے کمرے میں واپس چلی گئیں۔

"مت منہ لگا کر اس کے حوا۔۔" بی جان نے لقمہ دیا۔

شیخو نے ایک نظر اسے دیکھا، اس نے مسکرا کر شانے اچکائے اور جوتا اتار کر چارپائی پر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چادر اوڑھے، چہرے پر مسکان لیے خوش گپیوں میں مصروف وہ اپنے بھائی کے ساتھ گھر سے نکلی تھی۔اجازت کیسے ملی وہ ایک الگ کہانی ہے۔یہ ظہر سے ذرا پہلے کا وقت تھا۔

"ہم ماسٹر احمد علی کے گھر بھی جائیں گے؟"اس نے گردن موڑ کر ساتھ چلتے شیخو سے پوچھا ارد گرد سنہرے گندم کے کھیت اور درمیان میں تھوڑا سا کچا راستہ تھا جس پر اس وقت حوا اور شیخو چلتے جا رہے تھے۔

"ہوں"

"کب تک؟"

"سوال بڑے کک۔۔کرتی ہو"شیخو نے گردن موڑ کر خفگی سے اپنی بہن کو دیکھا۔

"تو کیا کروں؟"

"چپ کک۔۔کر جاؤ"وہ جیسے اکتایا ہوا تھا۔

وہ خاموش رہی۔بس دوپٹے کا پلو گھماتی ساتھ چلتی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

برگد کے پیڑ سے ذرا آگے گئے تو دائیں گلی میں مڑ گئے۔۔حوا اب خاموش ہی تھی مگر گردن ادھر اُدھر گھماتی کچھ ڈھونڈ رہی تھی اور جو وہ ڈھونڈ رہی تھی وہ اسے مل گیا۔۔شیخو خاموشی سے اس سے ذرا سا آگے چل رہا تھا۔اس نے شیخو کو مخاطب کیا

"شیخو"

"ہوں"اس نے مڑ کر پیچھے آتی بہن کو دیکھا جو دائیں جانب دو گھر چھوڑ کر ایک بڑے سے باغ کی دیوار سے باہر جھلکتے سیبوں کے بڑے سے درخت کو گھور رہی تھی۔

شیخو نے اسے گھورا جیسے کہہ رہا ہو کہ "نہیں!"

اس نے معصوم سی شکل بنائی اور مسکرا دی۔پھر نظریں نیچے گھمائیں،ادھر اُدھر دیکھا۔جھک کر ایک بڑا پتھر ہاتھ میں پکڑا اور اسے پھینکنے کے انداز میں بازو لمبا کر کے ہاتھ ہوا میں بلند کیا

"نن۔۔نہیں"شیخو نے اس کا ہاتھ تھام لیا

مگر وہ نشانہ لگا چکی تھی اور ہمیشہ کی طرح نشانہ غلط ہی لگا تھا۔۔بلکہ اندر جا کر کسی کو لگا تھا جو کراہا تھا۔۔اس نے تھوک نگلتے شیخو کو دیکھا جو اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔اس نے حوا کو دیکھتے بے بسی سے ماتھے پر ہاتھ مارا۔۔۔اندر سے ایک بوڑھا باہر آیا،اس نے سفید دھوتی باندھ رکھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھی،اوپر سفید قمیض اور اس کے ہاتھ میں پودے کاٹنے والی بڑی سی قینچی تھی۔حوا آگے بڑھ کر شیخو کے ذرا سا پیچھے کھڑی ہو گئی

"پتھر کیوں مارا؟"وہ غصے میں تھا

اس کا دل بے اختیار دھڑکا تھا،شیخو کی کہنی تھام لی

"وہ۔۔"اور اس کے آگے کچھ نہ بول سکا،الفاظ ختم تھے

"منہ میں زبان نہیں ہے کیا؟"بوڑھا آدمی اب چل کر شیخو کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

اس سے پہلے کہ وہ شیخو کو کچھ کہتا وہ اپنے بھائی کے آگے جا کھڑی ہوئی،اڑی ہوئی رنگت اور کانپتے ہاتھ "میں نے پھینکا تھا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شیخو اس کو دیکھتا رہ گیا،اس نے حوا کا بازو تھام کر اسے پیچھے کرنا چاہا مگر اس نے بازو چھڑا لیا

"چچا"اس کا تنفس تیز ہونے لگا تھا"میرے بھائی کو کچھ نہ کہو۔۔میں نے پتھر پھینکا تھا"

چچا قدرے دھیمے پڑے "کیوں؟"

"مجھے سیب اچھے لگے تھے"حوا نے ہاتھوں کی مٹھیاں بنائی ہوئی تھیں اور دھڑکتے دل سے ان کے سامنے جمی تھی

چچا نے ایک سانس خارج کی

"آؤ"اور وہ باغ کے اندر داخل ہوئے

اس نے پیچھے مڑ کر شیخو کو دیکھا جو کہ ابھی تک ہونق بنا کھڑا تھا

"کوئی سس۔۔سیدھا کام نن۔۔ہیں ہے تمھارے پاس"وہ دانت پیستے بولا تھا

وہ رونے والی ہوئی تھی مگر دل بڑا کر کے اندر چلی گئی۔۔اندر جاتے ہی پھلوں اور پھولوں کی خوشبو اس کی نتھوں سے ٹکرائی۔۔تازہ پھل،ہری گھاس،خوبصورت پھول۔۔اس کے دل نے سوال کیا"یہ تمھارا ہی گاؤں ہے نا حوا؟"

دائیں طرف سے چچا آرہے تھے،ان کے ہاتھ میں دو سیب تھے۔۔حوا کی طرف سیب بڑھائے مگر اس نے نہیں لیے۔۔وہ عام سیب سے ذرا بڑے اور سرخ تھے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لے لو بیٹا!"اب وہ غصے والے نہیں لگے تھے

حوا نے سیب لے لیے

"شکریہ"

چچا نے بس سر ہلا دیا مگر وہ کچھ پریشان تھے

"چچا میں مم۔۔معافی چاہتا ہوں،آپ کو پپ۔۔پریشان کیا"بولنے والا شیخو تھا

"کوئی بات نہیں بیٹا"ان کے ماتھے کے بل کم نہ ہوئے

حوا نے ایک نظر سیبوں کو دیکھا پھر چچا کو "اللہ آپ کو چاند تارے دے چچا"

"بات چاند تارے کی نہیں، گندم کے دانے کی ہوتی ہے" ان کا لہجہ دکھی تھا

"چچا ایک دو سیب توڑ لینے سے کیا ہو گا؟" اسے نہیں پتہ اس نے کیوں پوچھا مگر پوچھ لیا

"بٹیا۔۔ یہاں کا مالک اپنا ایک ایک پھل گنتا ہے۔۔۔ یہاں کے مالک عمر فاروق نہیں ہیں۔۔ ہمارے سروں پر فرعون مسلط ہیں جو ہمارے جسم زندہ رکھتے ہیں اور دل جلا ڈالتے ہیں، ہم سے اپنے پانی کا حساب ہمارے خون سے مانگتے ہیں"

حوا کو آدھی بات سمجھ آئی تھی مگر شیخو کا دل ڈوبا تھا، دکھ ہوا تھا۔۔ چچا نے چھوٹے سے سوال کے بدلے بڑا جواب دیا تھا۔۔ وہ یہاں کیوں آئے؟ مگر حوا تو چپ ہونے میں نہیں آ رہی تھی

"آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں کہ جیسے درختوں کے ساتھ پھل نہیں ہیرے لگے ہیں"

"ہم چھوٹے لوگ ہیں، ہمارا خون پسینہ ہوتا ہے اور سونا مٹی۔ یہ بڑے لوگ ہیں ان کے درخت ہیرے اگاتے ہیں اور زمین سونا اگلتی ہے"

شیخو نے اس کا بازو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کیا

"چچا" ذرا سا آگے ہوا "مم۔۔ معذرت" ایک سانس کا وقفہ

چچا نے بس سر ہلا دیا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تھوڑی دور ہی گئے ہوں گے کہ حوا نے اس کا سیب اس کی جانب بڑھایا "تت۔۔تم ہی کھاؤ"

اس نے شانے اچکائے، برا سا منہ بنا کر اسے دیکھا اور اپنے سیب میں دانت گاڑھے۔۔

آگے راستہ کافی پر سکون تھا۔ایک جگہ پر بہت سے چھوٹے بچے اکٹھے شور مچاتے تالیاں بجا رہے تھے۔اس نے دوسرا سیب شیخو کی جیب میں ڈال دیا۔

"وہاں کیا ہو رہا ہے شیخو؟"سامنے دیکھتے ہوئے بولی

"پپ۔۔پتہ نہیں!"وہ بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا

"دیکھیں۔۔کیا ہو رہا ہے؟"اس نے چہک کر پر امید لہجے میں کہا۔

شیخو نے آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا اور پھر مسکرایا۔ہاں میں گردن ہلائی اور چل پڑا۔

وہ سب ایک بڑے امرود کے درخت کے پاس کھڑے تھے۔غلیل سے امرود توڑ رہے تھے۔بڑی مشکل سے کوئی ایک دو امرود ٹوٹتا تھا اور وہ امرود ٹوٹنے پر توڑنے والے کے لیے تالیاں بجا رہے تھے۔کھیل بہت اچھا تھا۔

"شیخو تم بھی جاؤ نا!"اس نے گردن موڑ کر ساتھ کھڑے شیخو کو دیکھا

وہ چپ رہا پھر حوا نے اس کا بازو پکڑ کر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جاؤنا۔۔بھوک لگی ہے امرود کھائیں گے "پہلے اس نے نفی میں سر ہلایا۔پھر مسکرایااور آگے بڑھا۔

بچے سے غلیل لی "مم۔۔میں کوشش کروں؟" بچے نے غلیل دے دی۔۔ایک دم خاموشی چھاگئی

اس نے ایک آنکھ بند کی اور دوسری آنکھ سے نشانہ باندھا۔ایک چھوٹا پتھر غلیل کی ربڑ میں رکھااور پھر نشانہ لگایا۔دوامرود ٹوٹ کر زمین پر گرے۔تالیاں بجیں،شور بلند ہوا۔وہ مسکرایادل کی جگہ پر دایاں ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا،داد وصول کی۔

اس نے پھر نشانہ باندھااور دواور امرود توڑے۔حواپر جوش سی کھڑی۔دس منٹ تک شیخو نے انھیں کئی امرود توڑ کر دیے پھر مڑ کر حوا کو دیکھا۔

وہ آگے بڑھی اور اب جو نشانہ لگااس سے گرنے والاامرود حوا نے لیا۔دو تین امرود اس نے اکٹھے کیے۔سب بچے بڑے خوش نظر آرہے تھے آخر انھیں کوئی امرود توڑنے والا ملا تھا۔

"وہ والا" ایک بچہ آگے بڑھااور انگلی کے اشارہ کر کے اسے اس کا اگلا نشانہ بتایا۔

اس نے امرود توڑ دیا۔

پھر "وہ والا۔۔وہ والا" کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پانچ دس منٹ بعد اس نے بس کر دی "یہ وو۔۔والا آخری ہے "اور اس پر نشانہ باندھ کر وہ پیچھے ہٹا۔

غلیل واپس کر دی۔ چھوٹے لڑکے بڑے جوش سے اس سے ہاتھ ملا رہے تھے جیسے وہ کوئی ہیرو ہو۔۔۔ایک چھوٹی لڑکی آگے بڑھی۔ فراک پہنے، سکارف باندھے اس نے شیخو کو گلدستہ دیا۔۔ہاتھ سے بنا "گل بابونہ "کا سفید خوبصورت گلدستہ۔۔۔

"یہ ہماری طرف سے۔۔شکریہ "وہ مسکراتے ہوئے اس کے سامنے پھول کیے کھڑی تھی۔ اس کے گال گلابی ہو رہے تھے۔۔۔شیخو بس دیکھے جا رہا تھا۔ حوا آگے بڑھی۔

اس نے پھول لے لیے۔

"یہ تحفہ ہے؟"حوا پھولوں کو ناک تک لے گئی

"ہوں۔۔خوبصورت لوگوں کو پھولوں کے علاوہ کیا کوئی اور تحفہ دیا جا سکتا ہے"

وہ شیخو کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اللہ!"حوا کا قہقہہ بلند ہوا۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھے بمشکل ہنسی روکی، شیخو شرم سے گلابی ہو چکا تھا۔۔گلابی گال لیے وہ نظریں جھکا گیا اور پھر فوراً جانے کے لیے مڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ ذرا سا اس کے قریب ہوئی اور سرگوشی کی "خوبصورت لوگ کیا امرود کھاتے ہیں؟" اور ہنس دی، شیخو نے اسے گھورا

"ہاں کک۔۔ کھاتے ہیں" وہ مسکرایا تھا، حوا نے ایک امرود اسے دیا ایک خود لیا اور باقی اس کی جیب میں ڈال دیے۔

ایک کچی گلی میں وہ داخل ہوئے۔ گلی کی ایک طرف نالی بہہ رہی تھی، گلی کے کنارے درخت تھے۔ ارد گرد مٹی کے بنے کچے مکان۔ حوا ہاتھ میں گلدستہ پکڑے اپنے بھائی کے بائیں طرف چل رہی تھی۔

"شیخو۔۔ تمھیں یاد ہے ان کا گھر؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گردن اٹھا کر مخاطب ہوئی۔

"ہوں" وہ بھی ارد گرد گھروں کو دیکھ رہا تھا یوں جیسے کوئی گھر پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ دو تین منٹ چلنے کے بعد وہ مطلوبہ گھر کے سامنے کھڑے تھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا مگر کسی نے نہیں کھولا۔ پھر کھٹکھٹایا تو ایک لڑکے کی آواز آئی

"آرہا ہوں بھئی!"

دروازے کھلتے اس نے ایک نظر دونوں کو دیکھا۔

"جی؟؟"وہ شیخو سے مخاطب تھا۔

"مم۔۔ماسٹر احمد علی۔۔۔"

ابھی شیخو کی بات ادھوری ہی تھی کہ پیچھے سے ان کی آواز آئی"کون آیا ہے؟"

"پتہ نہیں ماسٹر صاحب۔۔ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے"وہ گردن موڑے کمرے سے باہر نکلتے ماسٹر احمد علی سے مخاطب تھا۔

ابھی یہ کہنا ہی تھا کہ شیخو اندر آگیا اور پیچھے حوا بھی۔۔

"السلام علیکم!"سر کو ذرا سا خم دیا شیخو نے اندر آتے ہی سلام کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ حیرانی اور خوشی کے ملے جلے جذبات لیے آگے بڑھے۔

"وعلیکم السلام!۔۔ارے یہ تو اپنے ہی بچے ہیں"اور آگے بڑھ کر شیخو کو گلے لگایا جو کہ ان کے قد کے برابر تھا اور حوا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"تم دونوں کو کیسے یاد آگئی آج میری؟"

وہ آگے چل رہے تھے اور دونوں بہن بھائی ان کے پیچھے

ان کا گھر بھی باقی گھروں کی طرح کچا تھا۔ بڑا سا صحن تھا اور دیواروں کے ساتھ کیاری تھی۔ بڑی سی کیاری جس میں لیمو کا پودا، گلاب کے پھول اور بھی کئی پودے لگے تھے۔ سامنے دو کمرے اور دائیں جانب باتھ روم تھا۔ مٹی کی چھوٹی دیواریں اور ان پر بنی مٹی کی شیلفس جن پر برتن رکھے تھے، ساتھ ایک تندور۔ پانی کے لیے نلکا لگا تھا۔ دونوں کمروں کے آگے شیڈ تھا۔ شہتیر اور کانے سے بنا شیڈ جسے موٹے موٹے دو بانس کے ڈنڈے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے تھے۔ اس سے دونوں کمروں میں چھاؤں رہتی اور شیڈ کے نیچے چٹائی بچھی تھی۔ جہاں ایک چھوٹی لکڑی کی بنی پھٹی پڑی تھی۔ وہ اندر جانے والے تھے حوا بول پڑی

"ماسٹر جی۔۔ یہیں بیٹھ جائیں"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ مڑے اور پیچھے دیکھا۔

"ہاں ہاں۔۔ کیوں نہیں"

اور وہ چٹائی پر ہی بیٹھ گئے۔ ماسٹر صاحب بھی پھٹی پر کہنیاں اور بازو رکھے بیٹھے تھے۔

آوازیں سن کر ان کی بیوی بھی کمرے سے باہر آ گئیں۔

"ارے دیکھو تو۔۔ کون آیا ہے؟" اور وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ انھوں نے دونوں کے سر پر پیار دیا۔

"ماشاءاللہ دیکھو تو میرے کندھے لگتے ہیں دونوں۔۔اللہ بھاگ لگائے"

"میں ابھی کچھ لاتی ہوں دونوں کے لیے" وہ خوشی خوشی چولہے کی طرف آئیں۔

نہایت سادہ خاتون، سفید بال، روشن چہرہ، سفید چادر لیے ان کی بیوی اب ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے لگیں۔

ماسٹر احمد علی کوئی ستر پچھتر برس کے آدمی تھے۔اس عمر میں بھی گھنے بال، کچھ کچھ کالے اور باقی سفید۔مل ملا کر ایک سرمئی سا رنگ دیتے تھے۔چہرے پر ہلکی بڑھی شیو جبکہ سرمئی مونچھیں تھیں۔سانولی رنگت اور اپنے بائیں کان پر ایک پنسل ٹکائے وہ کافی مطمئن لگتے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسے آنا ہوا؟"

"آپ سے مم۔۔ملنے آئے ہیں" شیخو مسکراتے ہوئے بولا۔

"زھے نصیب۔۔یوں لگ رہا ہے تم دونوں ابھی بھی ویسے ہی ہو چھوٹے شیطان اور میں وہی جوان" اور وہ تینوں ہنس دیے۔

"کیا کرتے ہو آج کل؟"

"لاہور رہہ۔۔ہوتا ہوں، ہوٹل مم۔۔میں کام کرتا ہوں"

"ماشاءاللہ۔۔اور گڑیا تم؟" وہ حوا کی طرف متوجہ تھے۔

"میں میٹرک کر رہی ہوں"

"ارے واہ۔۔۔تم ایسا کرنا شیخو بہن کو بھی اپنے ساتھ لاہور لے جانا۔۔دو تین سال میرے لاہور ہی گزرے ہیں۔۔وہاں پڑھائی اچھی ہے۔۔آگے پڑھ لکھ لے گی" وہ اب شیخو سے مخاطب تھے۔

حوا نے بغور شیخو کو دیکھا جو کہ "جی اچھا!" کہہ کر رہ گیا۔

ماسٹر جی کی بیوی شربت بنا لائی اور ایک ایک پیالی ان کو دی اور ایک پیالی ماسٹر جی کے سامنے پھٹی پر رکھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پھول میرے لیے لائی ہو؟"

اس نے گود میں رکھے گلدستے کو دیکھا" وہ۔۔ہاں جی۔۔آپ لے لیں" اس نے گلدستہ ان کے سامنے رکھ دیا۔

پھر مسکرائی اور شیخو کو گھورا

"خوبصورت لوگوں کو پھولوں کے علاوہ کیا کوئی اور تحفہ دیا جا سکتا ہے"

شیخو نے پوری گردن موڑ کر بہن کو دیکھا۔اس نے بتیسی دکھائی اور پھر کندھے اچکائے۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسے۔

"ارے ماشاءاللہ! حوا تو بڑی سمجھدار ہو گئی ہے"

شیخو بمشکل مسکرایا اور پھر بہن کو گھورتے ہوئے بولا "بب۔۔بس ایسے ہی ہے"

پھر ماسٹر جی کی بیگم سویاں لے آئیں۔ گھنٹہ ڈیڑھ بیٹھے اور پھر عصر کی اذان ہونے لگی۔

حوا نے ادھر اُدھر دیکھا پھر بولی "ایمن کہاں ہے؟"

ماسٹر صاحب مسکرائے "وہ اپنے گھر۔۔ پچھلے مہینے اس کی شادی ہو گئی"

اس کے ہونٹ "اوہ" میں سکڑے "وہ تو ابھی مجھ سے بھی چھوٹی تھی"

شیخو نے اسے گھور کر دیکھا مگر وہ حوا ہی کیا جسے اپنے بولنے پر شرمندگی ہو جائے

ماسٹر صاحب نے سر جھکایا، پھر بڑے اطمینان سے اسے دیکھا "ہمارے ہاں شہزادیاں پیدا نہیں ہوتیں۔ غریب کی بیٹی جس دن پہلی روٹی بناتی ہے نا اس کا باپ اس کا گھر بنانے کا سوچتا ہے۔ غریب باپ کے بال سفید ہونے لگیں تو معاشرہ گھات لگا کر بیٹھ جاتا ہے۔ بنت حوا کو چادر کے ساتھ ساتھ ایک محفوظ چھت بھی دینی ہوتی ہے جو بارش آئے تو ٹپکے نہ، طوفان آئے تو ٹوٹے نہ"

وہ خاموش رہی۔ کچھ باتیں سمجھ گئی، کچھ نہیں سمجھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب وہ واپس جانے والے تھے۔۔ماسٹر صاحب اندر کمرے میں تھے اور ان کی بیوی باہر کھڑی حوا سے کچھ کہہ رہی تھیں۔۔ماسٹر صاحب کھانستے ہوئے کمرے سے باہر آئے تھے،ان کی کھانسی شدید تھی۔۔وہ سینے پر ہاتھ ملتے جھکے تھے،چٹائی پر پڑا کپڑا اٹھایا اور منہ پر رکھا۔۔کھانستے جا رہے تھے،ان کی بیوی ان کے ساتھ کھڑی ان کی پشت سہلا رہی تھی۔۔انھوں نے کپڑا منہ سے الگ کیا تو اس پر خون لگا تھا۔۔ان کے منہ سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔نلکے کے پاس کھڑی حوا نے گھبراہٹ سے شیخو کو دیکھا۔۔اسے ماسٹر جی کی بات سمجھ میں آگئی تھی۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

السلام علیکم بھائی!"

امید کرتی ہوں آپ ٹھیک ہوں گے۔۔دادا کیسے ہیں؟ باقی باتیں بعد میں ہوں گی لیکن آپ کے لیے بڑی خبر یہ ہے کہ آپ کا ایک خط آیا ہے۔۔آپ کا آئی ایس ایس بی ٹیسٹ ہے۔میں وہ خط اپنے اس خط کے ساتھ بھیج رہی ہوں پڑھ لیجیئے گا اور واپس آجائیں۔بھول نہ جایئے گا ایک ہفتے کے بعد آپ کو جانا ہے۔۔میں آپ کے بغیر بہت اداس ہو گئی ہوں۔۔چند دن مجھے مہینوں کی طرح لگ رہے ہیں۔پتہ ہی نہیں چلا کب دن لمبے اور راتیں بے خواب ہو گئی

ہیں۔ شیخو بھی آیا ہے اور حواسارا دن اس کے ساتھ مصروف رہتی ہے۔ رہنا بھی چاہیئے اس کا اکلوتا بھائی ہے اور وہ بھی اتنے دنوں بعد آیا ہے۔ آپ بھی آجائیں بہت سی باتیں کرنی ہیں آپ سے۔۔ اماں بھی آپ کو اٹھتے بیٹھتے یاد کرتی ہیں۔ ابراہیم یہ کر رہا ہو گا، ابراہیم وہ کر رہا ہو گا، پتہ نہیں کیسا ہو گا، سب کچھ ٹھیک ہو گا کہ نہیں۔۔ اور صبح سے کہنے لگی ہیں کہ یہ بھی لکھوا سے اور کچھ دیر بعد پھر کچھ یاد آتا ہے اور کہتی ہیں یہ بھی لکھ دینا۔۔ میرا بچہ پریشان ہو گا کہ ماں کیسی ہے۔۔ اب ماں کو کیسے بتاؤں کہ ان کا اکیس سالہ چھوٹا سا بچہ اپنے دادا کی گود سے نہیں اتر رہا۔ آپ جلد از جلد آئیں۔ میں آپ کو بہت یاد کرتی ہوں۔ اللہ آپ کی حفاظت کرے۔ اللہ حافظ !

آپ کی بہن

سکینہ خانم

آج صبح ہی اسے یہ خط موصول ہوا تھا۔ بیڈ پر بیٹھا بہن کی باتیں پڑھ کر مسکرا رہا تھا۔ پھر اپنا لیٹر کھولا اور اسے پڑھا۔ پھر بند کر کے دونوں کو ایک ہی لفافے میں ڈال کر دراز میں رکھ دیا۔ ایک نظر کمرے میں لگے آئینے میں ابھرتے اپنے عکس پر ڈالی اور پھر باہر کی طرف بڑھا

"دادا کہاں ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے کے باہر لاؤنج میں کام کرتے عبدل سے پوچھا۔ صوفے کی پشت کو کپڑے سے جھاڑتا عبدل مڑا، رخ ابراہیم کی طرف تھا

"وہ جی ان کے کوئی دوست آئے تھے۔ آپ کا پوچھ رہے تھے مگر آپ سوئے تھے تو انھوں نے آپ کو جگانے سے منع کر دیا اور خود چلے گئے"

"اچھا" کچھ سوچ رہا تھا

پھر بالوں میں انگلیاں پھیرتے بال سیدھے کرتا باہر چلا گیا۔

فراز سے ہوتے ہوئے وہ نشیب کی طرف جا رہا تھا۔ وہ راستہ ایسا ہی تھا۔ اوپر سے ہوتے ہوئے نیچے کی طرف بالکل فراز سے نشیب کی طرف۔ اسے اپنے پیچھے کسی کے سیٹی بجانے کی آواز آئی اور اسے مڑنے کی بھی ضرورت نہیں پڑی، جب سیٹی بجانے والا سامنے آ گیا تھا۔ آج بھی وہ سائیکل پر ہی تھا۔ پینٹ شرٹ پہنے بال بکھرے وہ اس کے گرد گول گول چکر کاٹنے لگا۔

ابراہیم رک گیا اور اپنے دونوں بازو سینے پر باندھ لیے۔

"اور کتنی دیر تک تم میرا طواف کرو گے؟" اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

وہ مسلسل سیٹی بجائے جا رہا تھا۔

"کیسے ہو۔۔ براہیم" وہ اس کے سامنے رکا، ایک پاؤں پیڈل پر اور دوسرا زمین پر تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں ٹھیک ہوں اور میرا نام ابراہیم ہے" ابراہیم پر زور ڈالتے ہوئے بولا۔

"ہاں وہی ہو گیا" اس نے کندھے اچکائے۔

ابراہیم اب آگے بڑھ گیا۔اس کے ہاتھ اب پہلو میں گرے تھے

وہ سائیکل آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے اس کے برابر چل رہا تھا۔

"ویسے دوستوں کو تو کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں نا" گردن سیدھی تھی مگر مخاطب وہ

ابراہیم سے تھا

"اور میں تمھارا دوست نہیں ہوں" اس نے ایک نظر ساتھ سائیکل چلانے والے پر ڈالی۔

"میں تو ہوں" قیس نے گردن موڑ کر اس سے کہا، شانے اچکائے

"یہ کب ہوا؟" ابرو اٹھایا

وہ رک گیا۔ قیس بھی رکا۔

"بھوک لگی ہے؟" یوں جیسے اسے پتہ چل گیا ہو وہ کیوں اس کے پیچھے آیا ہے

ابراہیم کے سوال پر قیس خفا ہوا۔اس نے نظریں چرائیں۔

"بھوکا نہیں ہوں میں" اس نے گردن جھکائی

"پھر؟" سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"پارک میں بیٹھیں۔۔اچھا موسم ہے آج" وہ ازلی بے پرواہ تھا۔۔اس میں کچھ تھا جو اسے بے پرواہ بناتا تھا

یہ جیسے ایک مفت کا مشورہ تھا۔ابراہیم نے ایک سانس خارج کی،ابرو اٹھایا

"اور تمھیں کس نے کہا کہ میں تمھاری بات ماننے والا ہوں؟" بات کے اختتام پر اس نے کندھے اچکائے

"یار تم میری بے عزتی کرتے رہتے ہو ہر وقت۔۔زہر لگتے ہو مجھے!" وہ جھنجھلا گیا۔

"خوشی ہوئی جان کر۔۔شہد تم بھی نہیں لگتے مجھے" پھر اس کے چہرے پر خفگی دیکھی اور بولا

"پارک چلیں" ہاتھ سے آگے کی طرف اشارہ کیا

"جی حضور۔۔عنایت ہے آپ کی" اس نے بھی بازو لمبا کر کے اسے پہلے چلنے کا اشارہ کیا

ابراہیم نے اپنے وہی پرانے مخصوص انداز میں اپنا دایاں ہاتھ سینے پر رکھا، سر کو ذرا سا خم دیا۔

"تم یہیں آوارہ گردی کرتے رہتے ہو؟" گردن موڑ کر اس نے قیس سے سوال کیا

"آوارہ گرد نہیں ہوں میں۔۔بس آج کل ہو گیا ہوں" پاؤں پیڈل پر چلتے سائیکل آگے کی طرف بڑھا رہے تھے

"کیوں؟" حیران ہوتے ابراہیم کا سوال۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بھائی نے گھر سے نکال دیا" آواز پہلے سے ذرا ہلکی تھی دبی ہوئی آواز

ابراہیم ہنسا "واہ۔۔کیوں؟" اسے اس میں کچھ دلچسپ لگا تھا

"کیونکہ یونیورسٹی سے دو ہفتے کے لیے نکال دیا گیا ہوں" اس نے کندھے اچکائے یوں جیسے یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

وہ پھر ہنسا "بڑے دلچسپ ہو تم" اس کے کندھے پر تھپکی دی۔

"وہ تو ہوں" فخر سے مسکرایا

"کالج سے کیوں نکالا تمھیں؟" چلتے ہوئے دونوں میں باتوں کا سلسلہ جاری تھا۔

"وہ۔۔" اس نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں بالوں میں سے گزاریں۔

"ایک لڑکی ہے۔۔ چھری کی طرح زبان چلتی ہے اس کی۔۔اس نے نکلوا دیا" بے زاری سے بولا۔

"کیوں؟" پھر سوال۔وہ سائیکل سوار تھا اور وہ مطمئن سا اس کے ساتھ چل رہا تھا۔

"وہ ایک چھوٹی سی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا۔۔پرنسپل سے شکایت کر کے دو ہفتے کے لیے نکلوا دیا" وہ اپنی بات کی وضاحت بڑی بے تکلفی سے دے رہا تھا۔

وہ محظوظ ہو رہا تھا۔پارک میں پہنچ چکے تھے اور ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ساتھ سائیکل کھڑی کر دی۔

"تم۔۔یہاں کے نہیں ہو۔۔کہاں سے آئے ہو؟"بنچ پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھی"میں یہاں کا بھی ہوں اور وہاں کا بھی ہوں"کہنی بنچ کی پشت پر رکھی۔

"وہاں کہاں؟"بنچ کی کمر پر کہنی رکھے ٹانگ پر ٹانگ جمائے وہ پوچھ رہا تھا

"میں قصور کا رہنے والا ہوں"بائیں ہاتھ کی انگلیاں بالوں میں سے گزاریں۔(ایک تو یہ لڑکوں کی عادت!)

اس کے ہونٹ"اوہ"میں سکڑے۔ابرو اوپر کو اٹھے۔

"وہی تم مجھے پہلے یہاں کبھی نہیں نظر آئے"

"مطلب تم یہاں چوکیداری بھی کرتے ہو؟"وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا"تم پہلے ہو جس نے مجھے برداشت کیا ہے،ورنہ یہاں کوئی آنے جانے والا مجھے پسند نہیں کرتا۔۔خیر نہیں تو نہ سہی"وہ مسلسل دائیں ٹانگ ہلا رہا تھا۔(ابراہیم نے اس کی ہلتی ٹانگ کو گھورا)

ان کی گفتگو کے درمیان کسی کے گلا کھنکھارنے کی آواز آئی۔ایک نسوانی آواز تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دونوں نے بیک وقت سامنے کھڑی دبلی پتلی لڑکی کو دیکھا۔فراک پہنے کندھے سے ذرا اوپر تک آتے بالوں پر ہیئر بینڈ لگائے وہ سادہ سی تھی۔

"آ۔۔یہ تمھارے لیے" وہ مسکرائی اور ایک کارڈ ابراہیم کی طرف بڑھایا۔اس نے پکڑا نہیں،پہلے کارڈ کو دیکھا پھر لیزا کو

"یہ۔۔یہ میں تمھارے لیے لائی ہوں۔۔کل کالج میں ایگزیبیشن ہے۔۔میں چاہتی ہوں تم میری پینٹنگز دیکھنے آؤ" بڑے ہلکے پھلکے انداز میں مخاطب تھی۔

"اور تمھیں یہ خوش فہمی ہے کہ میں آؤں گا" ابراہیم کا جواب سیدھا تھا جو کہ چابک کی طرح اسے لگا۔اس کا رنگ سرخ پڑنے لگا،دل بے اختیار دھڑکا،بمشکل تھوک نگلا۔

"ارے لیزے۔۔ہم آئیں گے" قیس کھڑا ہوا اور اس کے ہاتھ سے وہ کارڈ لے لیا۔کارڈ کو دیکھتے ہوئے اس پر لکھی تحریر پڑھ رہا تھا

"تم اپنی حد میں رہو" وہ تپ گئی،دانت پیستے قیس کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے۔۔میں جانتا ہوں۔۔ابراہیم ایسا ہی ہے۔۔میری بھی ہر بار اس سے ملنے پر الحمدللہ بے عزتی ہی ہوئی ہے۔۔اس لیے ٹھنڈی ہو جاؤ۔۔ہم آئیں گے" وہ اس سے یوں دوستانہ انداز میں مخاطب تھا جیسے بہت اچھے دوست ہوں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم۔۔چپ رہو۔۔میں تم سے بات نہیں کر رہی" وہ غصے سے بولی۔

"مگر میں کر رہا ہوں۔۔لیزے" کندھے اچکاتا ڈھیٹ بنا قیس اب بھی اس سے بڑے بے تکلف انداز میں مخاطب تھا۔

"لیزا۔۔لیزا نام ہے میرا" اونچی آواز میں مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولی۔

اب تقریباً دونوں میں لڑائی ہی ہو رہی تھی۔

"اچھا بس" بلند آواز اور ابراہیم کھڑا ہوا۔

"دیکھو لیزا۔۔میں کل جا رہا ہوں یہاں سے۔۔اس لیے معذرت کے ساتھ نہیں آ سکتا" بڑے سنجیدہ انداز میں وہ لیزا کو دیکھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ارے۔۔ابراہیم۔۔تم مذاق بھی اچھا کرتے ہو۔۔لیزے! ہم آئیں گے کل۔۔کتنے بجے" اس نے کارڈ دیکھا "ہاں دس بجے۔۔ہم کل دس بجے آئیں گے" اور قیس کے منہ پر ایک مصنوعی مسکراہٹ تھی۔ابراہیم نے ایک تیکھی نگاہ قیس پر ڈالی مگر وہ بے پرواہ تھا

"مجھے تم سے اچھے کی امید ہے ابراہیم۔۔میرا دل رکھ لینا" اس کی سادہ آنکھوں میں نمی تھی۔

ابراہیم نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ایک امید،ایک چمک تھی اور یہی امید وہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔وہ اسے خود سے دور بہت دور رکھنا چاہتا تھا۔

"میں چلتی ہوں" اور وہ مڑ گئی۔انگلی کی پوروں سے آنکھوں کے کنارے صاف کیے،یہ تو اس کے ساتھ ہوتا رہتا تھا۔

اور وہ چلی گئی۔ابراہیم اسے منع کرنا چاہتا تھا مگر کچھ بھی نہ بول پایا۔کبھی کبھی امید بھی بہت بری چیز ہوتی ہے۔

"کافی جذباتی نہیں ہو گئی" قیس ابراہیم کو دیکھ رہا تھا۔

"میں گھر جانا چاہتا ہوں" اس سے اور برداشت نہیں ہوا اور وہ مڑ گیا۔

"ہاں۔۔میں بھی" جلدی جلدی کارڈ پینٹ کی جیب میں رکھا،پاؤں سے سٹینڈ ہٹایا اور سائیکل گھسیٹتا ہوا اس کے برابر چلنے لگا۔

"کہاں چلے جاتے ہیں آپ۔۔میں آپ کے لیے آیا ہوں اور آپ پتہ نہیں کہاں غائب ہوتے ہیں؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سیاہ رات، چمکتا چاند اور آسمان تلے اپنے چھوٹے سے باغ میں کرسی پر چھوٹی گول میز کے گرد بیٹھے عبدالرحمن۔ابراہیم ابھی ابھی لاؤنج سے باہر آیا تھا اور سیدھا باغ میں چلا آیا۔اب اپنے دادا کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے ان کے سر سے سر لگائے دھیمے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"ارے بھئی میں کوئی تمھاری طرح فارغ تھوڑی ہوں۔۔کام ہوتے ہیں" انھوں نے اس کے دائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی

"اور کام مجھ سے بھی زیادہ ضروری ہیں"

آنکھیں ترچھی کر کے اسے دیکھا "تم کونسا دادا کے پاس بیٹھتے ہو"

وہ فوراً ان کے سامنے آیا اور ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا

"لیں بیٹھ گیا۔۔اور کوئی حکم" پیچھے ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا

وہ ہنس دیے "تم نہیں بدلے۔۔کسی میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ عبدالرحمن کے سامنے لاپرواہی سے کھڑا ہو، ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھے۔۔تم عجیب ہو میرے گلے تک پہنچ جاتے ہو" دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملائے، ٹانگ پر ہاتھ رکھے وہ اس سے مخاطب تھے

"دیکھیں کچھ تو بات ہے نا ابراہیم میں" اس نے مسکرا کر شانے اچکائے، وہ بھی سر ہلا کر مسکرا دیے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دادا۔۔"ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

"ہوں"

"میرا ایک ہفتے بعد آئی ایس ایس بی ٹیسٹ ہے"وہ سر جھکائے پاؤں تلے گھاس رگڑ رہا تھا

"ہوں۔۔کیا لگتا ہے؟"

پتلیاں سکیڑے اسے دیکھ رہے تھے

"بہت اچھا لگتا ہے"اور وہ انھیں دیکھ کر مسکرا دیا۔

"تم کر لو گے"سوال تھا نہ کسی بات کا جواب۔ایک تسلی،ایک امید تھی۔

"پتہ نہیں۔۔مگر مجھے کرنا ہے"ترکی بہ ترکی جواب دیا البتہ سر پھر سے جھکا دیا

"یہیں سے جاؤ گے؟"

"نہیں!گھر جاؤں گا پہلے۔۔شاید کل چلا جاؤں یا پرسوں"اب وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

"میں تمھیں یاد کروں گا"

"میں بھی"وہ آگے بڑھا اور ان کے دائیں ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔

"آپ بھی ہمیں ملنے آیا کریں۔۔بچے اب بڑے ہو گئے ہیں دادا"

Clubb of Quality Content

"اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں" وہ پھر سے سنجیدہ ہو گئے

وہ کچھ بولنا چاہتا تھا مگر نہیں بولا اور اپنے دادا کے ہاتھ کو گال سے لگا کر اندر چلا گیا۔۔انھوں نے ایک سانس خارج کی، دل البتہ اداس ہو گیا تھا۔۔اس کا جانا انھیں ایسے ہی اداس کرتا تھا

صبح کے ساڑھے نو کا وقت تھا جب باہر دروازے پر دستک ہوئی۔ گیٹ اکبر بابا نے کھولا

"جی؟" باہر ایک نوجوان کھڑا تھا۔

"براہیم کا گھر ہے یہ؟" ذرا سا آگے ہو کر وہ اکبر بابا سے مخاطب ہوا۔

"ہیں جی؟" انھیں کچھ سمجھ نہیں آیا

"یہ گھر۔۔براہیم کا۔۔ہے" اس نے لفظ توڑ توڑ کر ادا کیے

"جی" اب کہ اکبر بابا سنبھل چکے تھے

"اسے بلا دیں۔۔کہیں اس کا دوست آیا ہے" وہ لاپرواہ سا پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

"جی اچھا" ابھی وہ اندر جانے ہی والے تھے، پھر کچھ یاد آیا "لیکن وہ سوئے ہوئے ہیں"

"ہیں۔۔یہ کوئی وقت ہے سونے کا" اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی وہ صبح جلدی اٹھ گئے تھے رات کو بھی دیر سے سوئے تھے"

ایک لمحے کی خاموشی۔اس نے اندر جھانکا۔

"اچھا۔۔ویسے آپ کے گھر میں مہمانوں سے باہر ہی تفتیش کرنے کا رواج ہے؟"

وہ تھوڑے گڑبڑائے۔پھر ذرا سا ہٹ کر اسے اندر آنے کو جگہ دی۔اندر داخل ہوتے ہی سامنے ایک جیپ کھڑی نظر آئی۔اکبر بابا اندر چلے گئے اور وہ ان کے پیچھے۔لاؤنج اس وقت خالی تھا۔

"آپ بیٹھیں۔۔میں انھیں بلاتا ہوں"

وہ لاؤنج میں بڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔ارد گرد گھورتا ہوا، سیٹی بجاتا ہوا۔ٹانگ پر ٹانگ رکھے اوپر والی ٹانگ کو ہلاتا ہوا۔

سامنے دروازے کا ناب گھما کر وہ اندر داخل ہوئے۔کھڑکیوں پر پردے پڑے تھے۔ہلکی ہلکی روشنی اندر آ رہی تھی۔وہ بیڈ پر سینے کے بل لیٹا سو رہا تھا۔وہ مؤدب سے بیڈ کے کنارے کھڑے ہو گئے۔انھوں نے اسے آواز دے کر اٹھانا مناسب سمجھا۔

"چھوٹے صاحب۔۔۔چھوٹے صاحب"

کوئی جواب نہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ابراہیم میاں" انھوں نے ذرا سا اس کو کندھے سے ہلایا۔

"ابراہیم..." وہ آگے کچھ کہتے ایک ہلکی سی سوئی ہوئی آواز آئی۔

"ہوں"

"وہ باہر آپ کا کوئی دوست آیا ہے"

"ہوں"

"آپ کا انتظار کر رہا ہے" ذرا سی آنکھیں کھولیں اور وہ سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔

"وہ باہر آپ کا دوست آیا ہے۔۔" اس نے بات کاٹ دی "میرا دوست؟" لاعلمی اور نیند بھری آواز۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں۔۔ میں قیس" اور قیس اندر چلا آیا۔

وہ اس کی طرف بڑھے، دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا

"میں نے آپ کو باہر بٹھایا تھا"

"ہاں۔۔ اور۔۔" ابراہیم نے اس کی بات کاٹ دی "اکبر بابا آپ چائے بنوائیں ان کے لیے" نیند بھری آواز۔ وہ اٹھ بیٹھا تھا۔ ہلکی سرخ آنکھیں بکھرے بال شرٹ کا اوپر والا بٹن کھلا ہوا

"ٹھیک ہے جی" قیس کو ایک گھوری سے نوازا، وہ بھی ڈھیٹ بنا کھڑا رہا اور وہ چپ کر کے باہر چلے گئے۔

"گھر تو بہت پیارا ہے۔۔۔" چند قدم چل کر وہ اس کی کتابوں کی شیلف کے پاس کھڑا ہو گیا

"تمھیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی؟" ابراہیم نے قیس کی بات کاٹ دی۔

"نہیں!" اس نے کندھے اچکائے، ایک کتاب نکالی، نام پڑھا اور واپس رکھ دی

"چپ کر کے ادھر بیٹھ جاؤ اس سے پہلے کہ میں اپنی تمیز بھول جاؤں" وہ اپنی شرٹ کے کف کے بٹن بند کر رہا تھا

"پھر سے بے عزتی۔۔ایک بات بتاؤ۔۔۔" وہ اس کے بیڈ کی طرف بڑھا تھا

"میں نہیں بتانے والا" اور وہ پھر بات کاٹ کر واش روم میں چلا گیا۔

دس منٹ بعد وہ باہر آیا تو ماتھے پر بکھرے بالوں سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ چہرہ گیلا تھا۔ دیوار سے لٹکے تولیے سے اس نے منہ صاف کیا۔ قیس سٹڈی ٹیبل کی کرسی پر بیٹھا ٹانگ ہلاتا اسے دیکھ رہا تھا

الماری کھولی اور نئی شرٹ اور پینٹ نکالی۔ وہ چپ چاپ ساری کارروائی دیکھ رہا تھا۔

"چلو" اور وہ اس کے ساتھ کمرے سے باہر آ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ٹیبل پر ناشتہ لگ چکا تھا۔وہ ڈائننگ ٹیبل پر اس کے ساتھ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔اکبر بابا آئے اور انھیں چائے ڈال کر دی۔

"بابا وہ صوفے پر کپڑے پڑے ہیں انھیں استری کر دیں"اس نے ابرو سے بڑے صوفے کی طرف اشارہ کیا

"جی ٹھیک!"اور وہ وہاں سے چلے گئے۔

"واہ! یار۔۔تم تو کسی شہزادے کی طرح رہتے ہو"چائے میں چینی کا چمچ ملاتے ہوئے بولا۔

"اور اگر کوئی شہزادے کے زبردستی گلے پڑ جائے تو شہزادہ اسے عمر بھر کے لیے قید بھی کروا دیتا ہے"وہ پراٹھے کا ایک لقمہ توڑتے ہوئے بولا

"دنیا ادھر کی ادھر ہوئے جائے گی۔۔مگر مجال ہے جو تم قیس سے کبھی پیار سے بات کرو"

اس نے دکھ سے سر جھٹکا اور پھر چائے کی چسکی لی۔

"کیوں۔۔تم میری محبوبہ ہو کیا؟"ابرو اٹھایا

"کیوں تم صرف محبوبہ سے پیار سے بات کرتے ہو؟"ترکی بہ ترکی جواب

"ہاں"

جواب سیدھا تھا۔وہ کلس کر رہ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم لیزے کو کیسے جانتے ہو؟"اس نے اپنی پلیٹ میں ایک پراٹھا لیا

"تم کیسے جانتے ہو؟"سوال پر سوال

"وہ۔۔لیزے نے مجھے کالج سے نکلوایا ہے"مجال ہے جو اس کے چہرے پر شرمندگی نام کی کوئی چیز ہو

"واہ۔۔"ابراہیم نے آنکھیں ترچھی کر کے ساتھ بیٹھے لڑکے کو دیکھا

"اور تمھیں کہاں سے نکلوایا ہے؟"

"کسی کی اتنی مجال؟"چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔

"ہاں۔۔تم اس کا بھائی باپ ایک نہ کر کے آؤ"

"تمھارا تو نہیں کیا"

"میرا باپ ہے ہی نہیں"

"بہت خوشی ہوئی"

"ہیں!"اس کا نوالہ چائے میں ہی ڈوب گیا۔

"ہاں نا۔۔اگر ہوتے تو تم انھیں کہیں کا نہ چھوڑتے"اب کی بار ابراہیم مسکرایا تھا

اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا، پلیٹ ذرا سا آگے سرکائی اور اٹھ کھڑا ہوا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"چلو اب بس بھی کرو۔۔ناشتہ ہلکا اچھا ہوتا ہے"اس نے قیس کی کمر پر تھپکی دی۔

"کھانے دو یار۔۔اتنے دن بعد تو اچھا کھانا ملا ہے"اور وہ دوبارہ چائے کے کپ پر جھک گیا۔

وہ نفی میں گردن ہلاتا اندر چلا گیا اور پانچ منٹ میں کپڑے بدل کر باہر آیا۔

سیڑھیوں کے پاس صاف ہوا جوتا پڑا تھا وہ پہنا،دیوار کے ساتھ لٹکی جیپ کی چابی اتاری اور

پھر اکبر بابا کو آواز دی

"بابا۔۔ٹیبل خالی کر دیں"ایک نظر قیس کو دیکھا

اور پھر باہر چلا گیا۔قیس نے برا سا منہ بنا کر پلیٹ خود سے دور سرکائی اور اس کے پیچھے لپکا۔

وہ گیٹ کھول کر جیپ میں بیٹھا۔اگنیشن میں چابی گھمائی اور جیپ اسٹارٹ کر کے باہر نکال

لی۔قیس بھی بھاگتا ہوا آیا اور اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

اکبر بابا گیٹ بند کرنے آئے۔

"دادا آئیں تو انھیں بتا دیجیئے گا۔۔دوست کے ساتھ کالج تک گیا ہوں"

"جی اچھا اور انھوں نے گیٹ بند کر لیا۔

"یہ تمھاری جیپ ہے؟"

"دادا کی ہے"

Clubb of Quality Content

"ہاں تو تمھاری ہی ہوئی نا"

"تم روزہ رکھا کرو" وہ ہنوز سامنے سڑک دیکھ رہا تھا

"کون سا روزہ؟" اس نے نا سمجھی سے ابراہیم کو دیکھا

"چپ کا روزہ"

قیس نے ایک ٹھنڈی سانس خارج کی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

کالج میں کافی گہما گہمی تھی۔ معمول کا رش، بڑھتی دوپہر۔

"کالج آف آرٹ اینڈ ڈیزائن" اس نے زیر لب سامنے دیکھتے ہوئے کالج کا نام پڑھا۔

"میں بھی یہیں ساتھ ہی پڑھتا ہوں۔۔ کبھی آنا ہو تو بتانا" قیس پرجوش لہجے میں بولا

"پہلے تم خود تو آ جاؤ" نہ مذاق تھا نہ طنز۔ بس ایک معمولی سا انداز۔ وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

"کیا یہ طنز تھا؟" ابرو اٹھا کر ساتھ چلتے ابراہیم کو دیکھا۔

"نہیں۔۔ تعریف!" وہ ابھی بھی سامنے ہی دیکھ رہا تھا۔

اندر ہال میں کافی رش تھا۔ بہت ساری پینٹنگز اور ان کو دیکھتے، ان کو سراہتے لوگ۔۔

"ہیلو!" جانی پہچانی پیچھے سے آئی نسوانی آواز

"ہیلو۔۔لیزے" وہ اب ان کے سامنے کھڑی تھی۔ قیس کو ایک نظر دیکھا، پھر مکمل نظر انداز کرتے ہوئے وہ ابراہیم سے مخاطب ہوئی

"امید کرتی ہوں کوئی مشکل نہیں ہوئی ہو گی" مسکراتا چہرا، ہشاش بشاش سی فراک پہنے بالوں پر ہیئر بینڈ لگائے لیزا۔

"ہوں!" جواب مختصر۔

"اچھا!.. چلو آؤ تمھیں اپنی پینٹنگز دکھاؤں"

وہ دائیں جانب کو مڑی اور وہ اس کے پیچھے۔

دیوار پر لگی ایک بہت بڑی پینٹنگ کے سامنے رکی۔ ایک خاتون کی پینٹنگ اور کافی مہارت سے اسے پینٹ کیا گیا تھا۔

"یہ مونالیزا کی پینٹنگ ہے۔ کیسی ہے؟" اس نے ہاتھ کے اشارے سے گردن اونچی کر کے اس تصویر کا تعارف کروایا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھی ہے۔۔مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم اتنی اچھی پینٹنگ کرتی ہو" سینے پر بازو باندھے پینٹنگ کو دیکھتے ہوئے وہ اس کی تعریف کر رہا تھا۔وہ اب نارمل لگ رہا تھا،اس دن کی طرح سنجیدہ نہیں۔

"لیزے۔۔اگر کوئی اسے خریدنا چاہے تو تم اسے دے دو گی؟" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے،یہ لاپرواہ سا بولنے والا قیس تھا۔

"یہ تو خریدار دیکھ کے بتاؤں گی" وہ ابراہیم کو دیکھ رہی تھی۔وہ اسے مکمل نظرانداز کیے پینٹنگ کو گھور رہا تھا۔اس نے ابراہیم سے نظریں ہٹالیں "میری اب تک کی سب سے زیادہ محبوب پینٹنگ ہے یہ۔۔کئی راتیں لگی ہیں اس پہ" وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بول رہی تھی۔

"بس یہی؟" اسے ٹرانس سے نکالنے والا ابراہیم تھا۔

"نہیں۔۔اور بھی ہیں" وہ مسکراہٹ قائم رکھے ہوئے تھی۔

پھر اس نے اپنی اور بھی پینٹنگز دکھائیں۔کچھ اپنی کچھ اپنے دوستوں کی۔

لیزا کی کوئی دوست آئی،اس کے کان میں کچھ بولی اور وہ اس کے ساتھ جانے کو تیار تھی

"آپ لوگ اور بھی دیکھیں۔۔میں آتی ہوں" ایک مسکراہٹ اور وہ وہاں سے چلی گئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ادھر سے اُدھر ہوتے ہوئے انھوں نے ہال میں لگی کئی پینٹنگز کئی شاہکار دیکھے۔

تقریباً گھنٹہ ہو چکا تھا۔

"کیا تم کوئی پینٹنگ خریدنا چاہو گے؟" قیس نے اس کے قریب ذرا سا جھک کر ہلکی آواز میں پوچھا۔

"نہیں" اس نے گردن موڑ کر سیدھا جواب دیا۔

"مجھے لے دو" قیس شوقیہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

"تمھیں میری کس حرکت سے پتہ چلا کہ میں بہت اچھا ہوں" چلتے چلتے وہ وہیں رک گیا اور قیس کی طرف رخ موڑے بازو سینے پر باندھے ابرو اٹھائے اسے گھور رہا تھا، قیس نے ہاتھ ایسے جھلایا جیسے ناک سے مکھی اڑائی ہو۔۔وہ دونوں ساتھ ساتھ چل رہے تھے

وہ مسکرایا اور پھر بائیں ہاتھ سے سر کی پشت کھجاتے ہوئے بولا "تمھیں تو وہ مفت میں بھی دے دے گی" ابراہیم کے قدم زنجیر ہوئے۔۔اس نے مڑ کر ساتھ لڑکے کو دیکھا۔ قیس نے کندھے اچکا دیے۔

بس وقت ختم ہوا اور وہ ہال سے باہر آ گیا۔اب کہ وہ جانے والا تھا۔ قیس اس کے ساتھ چل رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟"

خاموشی۔

"لیزے کو تو بتاتے جاؤ۔۔ہم جا رہے ہیں"

کوئی جواب نہیں۔

"ابراہیم!" پیچھے سے آواز دینے والی لیزا تھی۔۔۔پھولی ہوئی سانس، سرخ ہوتی رنگت یوں لگتا تھا وہ بھاگ کر آئی ہے

وہ رکے، مڑے اور وہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔

"تم جا رہے ہو۔۔بتا کر بھی جا سکتے تھے"

"مگر میں کچھ جلدی میں ہوں" وہ واقعی جلدی میں لگ رہا تھا

وہ خاموش رہی۔

"تم جا رہے ہو۔۔پھر کب آؤ گے؟" اس کا اشارہ لاہور سے جانے کا تھا مطلب وہ کل کی بات نہیں بھولی تھی۔اسے یاد تھا کہ ابراہیم جانے والا ہے۔

"پتہ نہیں" ابراہیم کا جواب سن کر اس کے چہرے کی جوت بجھ گئی

چہرے پر آتے جاتے رنگ قیس بخوبی دیکھ رہا تھا اور بخوبی سمجھ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس لڑکی کے دل کو کچھ ہوا تھا، بمشکل تھوک نگلا۔۔اسے یک ٹک دیکھے گئی

"ٹھیک ہے۔۔اللہ حافظ !"اور وہ واپس مڑ گیا۔

اس کا دل ڈوب گیا تھا۔دل کیا سب کچھ ختم ہو جائے سب رک جائے۔آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ گال پر پھسلا تھا۔اتنا بے رخ وہ کبھی بھی نہیں تھا۔۔مگر اب ہو گیا تھا۔اس نے اندر جانے کو قدم بڑھائے مگر دل کیا یہیں پھوٹ پھوٹ کر رو دے اور وہ ہال میں واپس نہیں گئی۔وہ وہیں ایک درخت کے نیچے اس کے تنے سے ٹیک لگائے سر گھٹنوں پر جھکائے بیٹھ گئی۔

اس کے جانے سے صرف عبدالرحمن اداس نہیں ہوتے تھے !

واپسی پر اس نے قیس کو بہت پیچھے اتار دیا اور خود آگے بڑھ آیا۔سفید پھولوں کا ایک گلدستہ لیا اور جیپ گلی کے بائیں جانب موڑی۔سنسان جگہ،خاموش لوگ۔جیپ روکی،وہ خود اترا اور قبرستان داخل ہوا۔بائیں ہاتھ میں گلدستہ اٹھائے وہ ایک مخصوص سمت میں جا رہا تھا۔ایک جگہ پر ایک درخت تھا۔۔ہرا بھرا،چھاؤں کیے ہوئے۔۔اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک قبر تھی۔وہ جگہ باقی جگہوں کی نسبت ذرا چھاؤں میں تھی،ٹھنڈی معلوم ہوتی تھی۔وہ رکا اور اس قبر کی تختی پر لکھے نام کو دیکھا اور پھول اس قبر پر رکھ دیے۔خاموشی سی خاموشی تھی۔

پرندوں کے بولنے کی آواز، ہوا کے چلنے سے درختوں کی ہلتی شاخوں کی آواز مگر یہ جگہ انسانوں کی آواز سے پاک تھی۔

وہ اس قبر کے بائیں جانب بیٹھ گیا اور اپنا دایاں ہاتھ اس قبر پر پھیرا

"مجھے معاف کر دیں۔۔اس بار دیر ہو گئی" انتہائی دھیما اور نرم لہجہ

کوئی جواب نہیں آیا۔ بھلا مردے بھی کبھی بولے ہیں؟

"میں جانتا ہوں آپ میری آہٹ سے مجھے پہچان لیتے ہیں۔۔اب بھی آپ مجھے سن رہے ہیں ۔۔میرا لاہور آنے کو دل نہیں کرتا۔۔لاہور نے مجھ سے میرے پروفیسر چھین لیے۔۔میرا اب دل ہی نہیں لگتا یہاں۔۔میں آتا ہوں تو دل آپ کو پھر سے تلاش کرتا ہے۔۔کان اس آواز کے منتظر رہتے ہیں" اور آنسو اس کی آنکھ سے ٹپکا اور گال پر پھسلا۔۔اس کی آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں

“Little Ibrahim .. I have a surprise for you”

منظر بدلا، لوگ بدلے، وقت بہت پیچھے چلا گیا

ماضی کی کھڑکی کھلی اور روشنی نے پیچھے کی طرف سفر کیا۔ایک کمرہ تھا۔ بڑا سا کمرہ جس میں پلنگ پر چادر سلیقے سے بنا سلوٹ بچھی ہوئی تھی، سامنے ایک بڑی سی دیوار گیر کھڑکی جس پر

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پردے پڑے ہوئے تھے۔دیوار سے لگی ایک الماری،ایک بڑا سا صوفہ سیٹ،ڈریسنگ ٹیبل، کمرے کی دیواروں پر ہوا سفید پینٹ۔کھڑکی کے سامنے دو کرسیاں اور درمیان میں ایک چھوٹی سے گول میز جس پر شطرنج رکھی ہوئی تھی۔مہرے ابھی اپنی اپنی جگہ پر تھے۔وہ کمرے میں داخل ہوئے اور ایک لڑکا ان کے پیچھے۔چہرے سے معصوم لگتا تھا۔بال سمٹے ہوئے، پینٹ شرٹ پہنے، چمکتے بوٹ اور وہ حیران سا ہو کر اس کمرے کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک دیکھ رہا تھا۔کمرے میں بوٹ رکھنے اور چلنے کی آواز "ٹک ٹک" ذرا سی گونج رہی تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ آپ کا کمرہ ہے؟" وہ پوچھے بغیر رہ نہیں سکا۔

"ہوں" وہ کھڑکی کے سامنے سے پردے ہٹا رہے تھے۔

"اتنا بڑا"

"کتنا بڑا؟" پردوں کو پکڑ کر باندھ دیا۔ایک دائیں طرف ایک بائیں طرف۔اب ارد گرد کے پردے بندھے ہوئے تھے اور درمیان میں بس ایک پتلا سا جالی دار پردہ لٹک رہا تھا۔روشنی چھن کر کمرے میں آ رہی تھی۔کرسیوں، شطرنج اور بیڈ پر پڑتی اپنا راستہ بناتی۔

"بہت بڑا"

"لٹل ابراہیم کے دل سے کافی چھوٹا ہے" وہ مڑے، اسے دیکھا، مسکرائے اب اس کی طرف بڑھے۔

وہ ان کی بات پر ہنسا "میرا دل اتنا بڑا نہیں ہے"

"ہاں۔۔ تمھارا دل اتنا بڑا نہیں ہے۔۔ بلکہ۔۔" انھوں نے اپنے سر پر پہنی ٹوپی (فلیٹ کیپ) اتاری اور اس کے سر پر رکھی "اس سے زیادہ بڑا ہے"

وہ مسکرا کر رہ گیا۔ آنکھوں کی پتلیوں نے اوپر سر کی طرف حرکت کی، اس نے بائیں ہاتھ سے سر پر رکھی ٹوپی کو چھوا پھر ہاتھ پہلو میں گرا دیا

وہ اب چھوٹی گول میز کے گرد کرسی پر بیٹھے، ابراہیم کو دیکھتے ہوئے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ کیا ہے؟" وہ بیٹھ گیا۔

"یہ شطرنج ہے"

انھوں نے ایک مہرے کو اٹھایا اور اس کے سامنے رکھ دیا۔

"کیا تمھیں یہ کھیل آتا ہے؟" دونوں ابرو بیک وقت اٹھے

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں!" شانے اچکائے

"میں ہوں نا۔۔میں سکھاتا ہوں۔۔۔بہت مزہ آئے گا"

پھر وہ اس کو وہ کھیل سکھانے لگے۔وہ کافی خوش تھا اور پر جوش بھی۔

شام کیسے گزری اسے نہیں پتہ چلا۔واپسی پر گیٹ کے پاس اپنی سائیکل کا ہینڈل تھامے بولا

"میں کل پھر آؤں گا"

"میں انتظار کروں گا"

اس نے سلام کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا اور پروفیسر صاحب نے مسکرا کر وہ ہاتھ تھام لیا۔

پھر اپنی سائیکل پر سوار ہوا اور چل دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن وہ پھر ان کے گیٹ پر کھڑا دستک دے رہا تھا۔سفید بالوں والے مرد نے دروازہ کھولا۔رنگ دودھیا، چہرہ اجلا، سفید شرٹ جس پر سسپینڈرز لگے تھے اور نیچے سیاہ پینٹ چہرے پر عینک لگائے وہ سترہ سالہ ابراہیم کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ان کی عمر پچاس برس سے اوپر تھی، نہ زیادہ موٹے نہ زیادہ پتلے، وہ بلا کے خوش اخلاق تھے

"میں جلدی آگیا؟"

اندر آتے ہی پہلا سوال۔

پھر اپنی سائیکل اندر لایا اور ان کے گیراج میں کھڑی کر دی۔

"نہیں تو" پروفیسر صاحب اس کے سامنے کھڑے تھے۔اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر سلام لی

پروفیسر صاحب نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"آپ آج کلاس میں غصے میں کیوں تھے؟"

پروفیسر صاحب اندر لاؤنج کی طرف بڑھے اور پیچھے ابراہیم۔

"نہیں تو۔۔کیا ایسا لگا تمھیں؟" اور وہ چلتے ہوئے اپنی گفتگو جاری رکھے ہوئے تھے۔

"ہاں۔۔کچھ ایسا ہی" اب کہ وہ دونوں کچن میں کھڑے تھے۔پروفیسر صاحب جگ سے پتیلی میں دودھ انڈیل رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"لٹل ابراہیم چائے پیتا ہے؟" چولہا جلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں۔۔تھوڑی سی" وہ دائیں بائیں گردن ہلاتا ان کا کچن دیکھ رہا تھا

"ہوں" پھر اندر پتی ڈالی اور پھر چینی۔

"آپ کے گھر میں آج کوئی نہیں ہے کیا؟" وہ باہر لاؤنج میں جھانک رہا تھا

"ہے نا۔۔ایک میں ہوں اور ایک میرا چھوٹا مہمان"

اوپر والا کیبنیٹ کھولا،ایک ڈبہ نکالا۔وہ پلیٹ میں بسکٹ رکھ رہے تھے۔

"میں چھوٹا نہیں ہوں" اس نے کندھے اچکائے۔

"مجھ سے بڑے ہو کیا؟" وہ بڑے پیار سے بات کر رہے تھے۔ جیسے وہ ان کا کوئی دوست ہو۔

"نہیں"

"پھر؟"

"میں میٹرک کر کے آیا ہوں اور کالج جاتا ہوں۔۔ چھوٹا تو نہیں ہوا نا" وہ ان کی پشت پر کھڑا وضاحت پیش کر رہا تھا۔

چائے ابلنے لگی تھی۔ آگ ہلکی کر دی۔

"اور میں ایک بیٹی کا باپ، ایک پروفیسر اور شادی شدہ مرد ہوں۔۔ میرے لیے تو ابھی تم چھوٹے ہی ہوئے نا" مڑ کر ایک نظر اسے دیکھا

پھر مسکرا دیے۔ چائے کپ میں انڈیل رہے تھے۔

"بڑا کب ہوں گا میں؟"

"جب میں چھوٹا ہو جاؤں گا" کپ میں گرتی چائے آواز پیدا کر رہی تھی

"مطلب کبھی نہیں!" اس نے گہری سانس خارج کی۔

چائے کا ایک کپ اسے دیا اور ایک خود پکڑا۔ بسکٹ کی پلیٹ پکڑی اور اوپر جانے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں داخل ہوئے۔ نفیس، صاف ستھرا سلجھا ہوا کمرہ۔

چائے کا کپ بیڈ سائیڈ پر رکھا، کھڑکی کے پردے پیچھے کیے، دائیں بائیں باندھے، چائے کا کپ پکڑا اور پھر کرسی پر بیٹھ گئے۔ روشنی کھڑکی سے ہوتی ہوئی پردے سے چھن کر اندر آ رہی تھی۔ بسکٹ کی پلیٹ اس نے پروفیسر کی طرف بڑھائی انھوں نے ایک بسکٹ لیا اور پھر پلیٹ اس نے اپنے پیچھے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ دی۔

"یہ بہت مزے کے ہیں" آدھا بسکٹ اس کے منہ میں تھا اور آدھا دائیں ہاتھ میں۔ بسکٹ منہ میں چباتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔

"میں نے بنائے ہیں"

"آپ بہت دلچسپ ہیں" وہ پتلیاں سکیڑ کر انھیں دیکھ رہا تھا

"اور تم بھی" انھوں نے چائے کی چسکی لی۔

"مجھے نہیں پتہ تھا آپ دودھ پتی کو چائے کہتے ہیں" ابرو سے اپنے ہاتھ میں پکڑے کپ کی طرف اشارہ کیا

اس کی اس بات پر وہ ہنس دیے۔

"ویری نائس!" پھر وہ شطرنج کی طرف متوجہ ہوئے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب کہ کھیل شروع ہو چکا تھا۔

بڑی خاموشی سے چائے کے گھونٹ لیتے وہ دونوں شطرنج کھیل رہے تھے۔

"یہ شہ۔۔اور یہ مات" اپنے مہرے سے انھوں نے اس کے ایک مہرے کو زیر کیا۔

اس نے ٹھنڈی آہ بھری۔ پیچھے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا

"مجھے لگتا ہے میں آپ سے کبھی نہیں جیت سکتا" وہ اداس ہوا تھا

"لگنے اور ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے۔۔لٹل ابراہیم"

وہ مایوس تھا۔

"الائچی والی چائے اچھی تھی؟" اب انھوں نے پتلیاں سکیڑ کر اسے دیکھا، موضوع بدلا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی!" سر اثبات میں ہلایا

"دیکھو یار!۔۔اگر تم یونہی دل چھوٹا کرو گے تو کبھی جیت نہیں پاؤ گے۔۔اپنی ہار کو بھی سیلیبریٹ کرو"

"کیسے؟" بھنویں بھینچ گئیں

"مسکرا کر" اور انھوں نے آگے جھک کر بازو لمبا کیا اور اس کا گال کھینچا۔

"آہ۔۔" وہ کراہ کر رہ گیا۔

پھر مسکراتے پروفیسر کو دیکھ کر مسکرا دیا۔

"آپ مجھے واقعی بچہ سمجھتے ہیں"

"تم میرے بچے ہو" اور اب وہ اٹھ گئے۔ شام ڈھل رہی تھی۔ انھوں نے اس کی گردن کے گرد کندھے پر یوں بازو حمائل کیا تھا جیسے دوست ہوں۔ دروازے کے پاس کھڑے ہو کر الوداعی مصافحہ کیا۔ سائیکل پر بیٹھا اور بولا "کیا میں کل پھر آ سکتا ہوں؟"

"کیوں نہیں۔۔ کیا دوستوں کو آنے جانے کی اجازت چاہیئے ہوتی ہے؟" وہ معصوم شکل بنا کر بولے

"نہیں" ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اللہ حافظ!" اور وہ سائیکل کے پیڈل ہلاتا چلا گیا۔

دور بہت دور۔۔۔

کسی کے ہاتھ کا بوجھ اپنے کندھے پر محسوس کرتے ہوئے وہ حال میں واپس آیا، ماضی کی کھڑکی بند ہوئی، روشنی نے آگے کو سفر کیا۔۔ آنکھیں نم اور سرخ تھیں۔ اس نے گردن موڑی پھر گردن اٹھا کر اوپر دیکھا اور کھڑا ہوا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" وہ بوڑھا اس سے پوچھ رہا تھا

"ہاں۔۔"

"کیا کوئی آتا ہے ان سے ملنے؟" اشارہ اس قبر کی طرف تھا

اس بوڑھے نے گردن جھکائی۔

"چھوٹے میاں۔۔ یہاں لوگ زندہ لوگوں کو بھول جاتے ہیں اور آپ مرے ہوئے کا پوچھ رہے ہیں"

آنکھیں ہاتھ کی ہتھیلی سے رگڑ کر صاف کیں۔ نم سانس اندر کھینچی اور اس بوڑھے کے کندھے پر تھپکی دے کر وہ واپس چلا آیا۔

)(باقی آئندہ ماہ ان شاءاللہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: